منظومات

راجا رشید محمود

منظومات

راجا رشید محمود

مجلسِ سخن

نیو شالامار کالونی ۔ ملتان روڈ ۔ لاہور

منظومات

از

راجا رشید محمود۔ ایم اے، فاضل درسِ نظامی

ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" ۔ اظہر منزل ۔ نیو شالامار کالونی ۔ ملتان روڈ ۔ لاہور

سینئر ماہرِ مضمون ۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ۔ گلبرگ ۳ ۔ لاہور

ترتیب و تدوین	شہناز کوثر ۔ شمیم اختر ۔ کوثر پروین
پروف خوانی	اظہر محمود ۔ ایڈیٹر ہفت روزہ "اخبارِ عام" لاہور
نظامتِ طباعت	اختر محمود (مینیجر ماہنامہ "نعت" لاہور)
خطاطی	غلام رسول منظر رقم
کمپوزنگ	نعت کمپوزنگ سنٹر (ہیلو : ۷۴۶۳۶۸۴)
اشاعتِ اول	جنوری 1995
طباعت	نیو فائن پرنٹنگ پریس، لاہور
صفحات	ایک سو ساٹھ
قیمت	ایک سو روپے

ناشر

مجلسِ سخن (رجسٹرڈ)

اظہر منزل ۔ نیو شالامار کالونی ۔ ملتان روڈ ۔ لاہور (کوڈ ۵۴۵۰۰)

فون : ۷۴۶۳۶۸۴

فہرست

نعتیںؐ

اُس مبارک پتھر کے نام

جس کے سینے پر

حضور ﷺ کے قدم مبارک کے نقوش ثبت ہیں

اور وہ نُورِ نگاہِ دیدہ وَراں ہے

ساری مخلوق سے برتر ہیں رسولِ اکرم
نورِ خلّاق کے مظہر ہیں رسولِ اکرم

شاخِ تخلیقِ نبوّت پہ کھِلے گُل لاکھوں
ان میں اک ایک سے بڑھ کر ہیں رسولِ اکرم

اللہ اللہ! ثناگر ہُوا خالق اُن کا
اور خالق کے ثناگر ہیں رسولِ اکرم

باعثِ خلقتِ ہستی ہے فقط آپؐ کی ذات
سب رسولوں میں قدآور ہیں رسولِ اکرم

وجہِ تسکینِ دلِ زار تصوّر اُن کا
حُسن ہیں، حُسن کا محور ہیں رسولِ اکرم

کیوں نہ اب کشتیٔ اُمّید ہو ساحل بہ کنار
ناصر و ہمدم و یاور ہیں رسولِ اکرم

حِلم اُن کا، سخی وہ ہیں، مروّت ان کی
لطف و اکرام کے پیکر ہیں رسولِ اکرم

رب کا دیدار نہ کیوں روزِ قیامت ہوگا
جلوہ آرا پسِ منظر ہیں رسولِ اکرم

اُن کے دم سے ہیں مہ و مہر و کواکب روشن
نورِ خالق سے منور ہیں رسولِ اکرم

ذات میں ان کی نظر آتے ہیں جلوے لاکھوں
سر بسر آئنہ پیکر ہیں رسولِ اکرم

صبحِ خنداں کے سکوں میں بھی تلطّف اُن کا
شامِ ہجراں میں بھی یاور ہیں رسولِ اکرم

گوہرِ نعت تخیّل کے صدف سے نکلا
لطف فرمائے مخور ہیں رسولِ اکرم

ہے مجھے خوف قیامت کا، نہ ڈر دوزخ کا
میرے حامی سرِ محشر ہیں رسولِ اکرم

مدحِ سرکارؐ ہے محمودؔ وظیفہ میرا
مرے آقا، مرے سرور ہیں رسولِ اکرم

----صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم----

جس کے لبوں پہ ذکرِ نبیؐ کی مٹھاس ہے
اُس کو ہوائے گلشنِ فردوس راس ہے

حسانؓ و کعبؓ کی جسے تقلید ہو نصیب
وہ مخص بے نیازِ الم، بے ہراس ہے

ذکرِ حضورؐ، یادِ مدینہ، غمِ فراق
دل مضطرب ہے آج، طبیعت اُداس ہے

اُن کے بغیر پہنچے خدا تک؟ غلط غلط!
حق آشنا ہے وہ، جو پیمبرؐ شناس ہے

لو مل گیا مجھے دلِ گُم گشتہ کا نشاں
طیبہ میں ہے یا اُس کے کہیں آس پاس ہے

کیوں کر نہ میرا غنچۂ دل عطر بیز ہو
جو رچ گئی ہے اس میں، مدینے کی باس ہے

نومیدیٔ زیارتِ طیبہ تو موت ہے
زندہ ہوں مَیں کہ اس کی تمنا ہے، آس ہے

مختارِ دوجہاںؐ سے جو مانگوگے، پاؤگے
جو کچھ خدا کا ہے، وہ پیمبرؐ کے پاس ہے

اِس سے زیادہ اور ہو کیا وجہِ افتخار
محمودؔ اُن کے داسوں کے داسوں کا داس ہے

ہدیہ آقاؐ کو دو وفاؤں کا — لُطف پھر دیکھنا جزاؤں کا
آرزو، التجا، تمنّا ہے — حرف اِک اِک مری وفاؤں کا
باغِ طیبہ بہار ساماں ہے — اس کو خدشہ نہیں خزاؤں کا
ان کی رحمت پہ کر لیا تکیہ — نہ رہا خوف اب سزاؤں کا
میرے آقاؐ کے در پہ رہتا ہے — جمگھٹا بخت آزماؤں کا
دل میں عصیاں کا خوف ہو ہر دم — آنکھ میں حرف التجاؤں کا
لطف ہی اور ہے، عجب ہے مزا — اُن کے گنبد کی نرم چھاؤں کا
جبہہ سا ہوگئے ترے در پر — اوج پر بخت ہے گداؤں کا
دل میں روشن ہے اُن کے غم کا چراغ — گو بہت زور ہے ہواؤں کا
ذوقِ نُطق و سماع کا حاصل — ذکر سرکارؐ کی عطاؤں کا
دل کی تہ میں عمیق خاموشی — سطح پر ہے بھنور صداؤں کا
ایک سرشار لمحے کی لذت — حاصل اپنی سبھی دعاؤں کا

دل سے نکلیں، دلوں تلک پہنچیں
ذکر ہے نعت کی صداؤں کا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل میں اُمّیدِ زیارت کو بسائے رکھنا
حوصلہ اپنی امنگوں کا بڑھائے رکھنا

چھٹ کے رہ جائیں گے ظلمات کے بادل آخر
مدحِ سرکارؐ کی قندیل جلائے رکھنا

شہرِ طیبہ کی زیارت نہیں ہوتی جب تک
آرزوؤں کا جہاں دل میں بسائے رکھنا

حشر کے دن بھی مرے لب پہ ہو سرکارؐ کی نعت
مالک الملک! مری بات بنائے رکھنا

دمِ تحریر کرے نعتِ نبیؐ کی تسطیر
اور ہر بات سے خامے کو بچائے رکھنا

دل میں یادِ شہِ والاؐ کو سلامت رکھ کر
سبز گنبد کو نگاہوں میں بسائے رکھنا

چشمِ گریاں پہ بھی طیبہ کا کھُلے گا منظر
ہاں! غمِ اشک کی بارات سجائے رکھنا

قبر میں تجھ سے نکیرین کریں جو بھی سوال
اے مرے دوست! انھیں نعت سنائے رکھنا

ہو تو ہو سر کو درِ سرورِ عالمؐ کی لگن
اس تصوّر میں رشیدؔ اس کو جھکائے رکھنا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعتِ محبوبِ خلائق کا صلہ درکار ہے
جو بُصیریؒ کو ملی تھی، وہ رِدا درکار ہے

آنکھ سے دجلہ رواں ہو، جب ہو تذکارِ نبیؐ
یادِ طیبہ میں دلِ ہجر آشنا درکار ہے

ہم زبانی ہے خدا کی، نعتِ محبوبِ خدا
مشغلہ یہ مجھ کو ہر صبح و مسا درکار ہے

مَیں بھکاری ہوں تو دریوزہ گری کے واسطے
مالکِ کونینؐ کی دولت سرا درکار ہے

ضیق میں آئی ہے جاں، اب معصیت کا حبس ہے
مجھ کو طیبہ کی ہوائے جاں فزا درکار ہے

جا کے طیبہ ہی سے پوچھے گا، حقیقت ہے یہی
خالق و مالک کا جس کو بھی پتا درکار ہے

عافیت کی راہ پر چلنا ہو جس رہگیر کو
اس کو محبوبِ خدا کا نقشِ پا درکار ہے

جاؤ، طیبہ کے کسی گوشے میں تم بھی مَر رہو
زندگی کی گر تمنّا ہے، بقا درکار ہے

یہ تمنّا ہے کہ میری عاقبت محمود ہو
مجھ کو توفیقِ ثنائے مصطفیٰ درکار ہے

---علیہ الصلوٰۃ والثناء---

صلی اللہ علیہ وسلم

جذب میں ڈوب کے جو لوگ صدا دیتے ہیں
اُن کو کیا کیا نہ شہِ ارض و سما دیتے ہیں

نعت کہتا ہوں میں تسکینِ دلی کی خاطر
وہ مجھے خُلد کی تصویر دکھا دیتے ہیں

میں بھی اے کاش کبھی جاؤں نبیؐ کے در پر
ہدیۂ قلب جہاں ناصیہ سا دیتے ہیں

ہے یہاں ظرفِ طلب اور رَسَد کی صورت
جس قدر مانگیے، وہ اس سے سوا دیتے ہیں

خود جو منزل ہیں تو ہیں خود ہی نشانِ منزل
بے نشاں جو ہے، ہمیں اُس کا پتا دیتے ہیں

کیا بتاؤں کہ وہ کیا کیا نہیں دیتے مجھ کو
آہ وہ لوگ، جو کہتے ہیں کہ کیا دیتے ہیں

نعت میں نے تو کہی کب ہے صلے کی خاطر
واقعہ یہ ہے کہ سرکارؐ صلہ دیتے ہیں

ظرف ایسا کہ کسی اور کا دیکھا، نہ سنا
دشمنِ جاں کو بھی سرکارؐ دعا دیتے ہیں

نام لیوا ہوں میں محمودؔ ازل سے اُن کا
اپنے بندوں کو جو خالق سے ملا دیتے ہیں

مُرسلوں میں کوئی بھی خیرُ البشرؐ ایسا نہ تھا
مرتبہ اُن سب کا اعلیٰ تھا، مگر ایسا نہ تھا

عرصۂ محشر میں ہم آئے مگر خندہ زناں
ہم تھے "مدّاحِ نبیؐ" ہم کو خطر ایسا نہ تھا

نام جب سرکارؐ کا لیتا نہ تھا مَیں وقتِ صبح
صبح ہوتی تھی مگر حُسنِ سحر ایسا نہ تھا

لا مکاں کی حد سے آگے ختم ہونا تھا سفر
سِدرہ سے آگے بھی جاتا، ہم سفر ایسا نہ تھا

جا نہ سکتا جو تلاشِ رزق میں طیبہ تلک
طائرِ تخییل میرا خستہ پر ایسا نہ تھا

داغ اُنگلی کے اشارے کا ہے سینے پر عیاں
آپؐ کے اعجاز سے پہلے قمر ایسا نہ تھا

یہ تو سمجھا تھا خدا و مصطفیٰؐ دونوں کو ایک
میرا جذبِ دل مگر کچھ معتبر ایسا نہ تھا

نعت کہتا ہوں تو اطمینانِ خاطر ہے نصیب
قبل ازیں ہر لحظۂ شام و سحر ایسا نہ تھا

نعتیہ نظمیں

ورودِ رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثنا

آشوبِ تیرگی کا تسلّط جہاں رہا
صد شکر، واں پہ نورِ خدا مہرباں ہُوا
باغِ حیات، گلشنِ ناآفریدہ تھا
آمد سے اُن کی ہر گُلِ تر مُسکرا اٹھا
میلادِ پاک اُن کا نہ کیونکر منائیں ہم
مدّاح بھی ہے جن کا تو ممدوح بھی خدا
کُھلتا ہے "مَارَمَیْت" کے اُسلوبِ خاص سے
محبوبؐ سے خُدائے جہاں کا معاملہ
منزل ملی مسافرِ شب ہائے تار کو
یعنی جمالِ صبحِ ازل کا نزول تھا
آیا کوئی بنامِ خداوندِ ذوالجلال
رسم و رواجِ دہر کی زنجیر توڑتا
زندانِ حرص و آز میں محبُوس تھی حیات
آقا حضورؐ آئے تو اس کو کیا رہا

یلغار معصیت کی کڑی دھوپ کی جو تھی
زور اس کا ابرِ رحمتِ سرکارؐ سے تھما
دُوری کی شاخ پر بھی اُخوّت کے پھول ہیں
اُن کے طفیل اجنبی بھی آشنا لگا
خوں کے سمندروں میں جو اُترے ہوئے تھے لوگ
سرکارؐ کے طفیل ہوئے رہبر آشنا
مظلوم سَر اٹھا کے چلا آپؐ کے طفیل
عفریتِ ظلم و جَور جو تھا، سرنگوں ہوا
کالے ورق دِلوں کے جو تھے، صاف ہو گئے
اور اُن پہ حُسنِ خُلق مجسّم رقم ہوا
دم بھر میں ظلمتیں سبھی کافور ہو گئیں
فاران کے اُفُق سے جو سورج نکل پڑا
میلادِ پاکِ سرورِؐ کون و مکان سے
شیرازۂ حیات مجلّد کیا گیا!
ہر زِشت، خوب ہو گیا رحمت سے آپؐ کی
القصّہ زندگی کا ہر عُنواں بدل گیا
دنیا سے کفر و شرک کی سب کُلفتیں مِٹیں
محمودؔ جب ورودِ رسولِ خدا ہوا

----علیہ التحیۃ والثناء----

عیدِ میلادُ النبیؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

یوم سرکارِ پیمبرؐ عیدِ میلادُ النبیؐ
انبساطِ جاں سراسر عیدِ میلادُ النبیؐ

ہم منائیں گے نہ کیونکر عیدِ میلادُ النبیؐ
خود مناتا جب ہے داور عیدِ میلادُ النبیؐ

سُرمئی بادل ہیں رحمت کے پُرافشاں قلب پر
آج ہے اللہُ اکبر عیدِ میلادُ النبیؐ

سرحدِ تخییل سے ہے ماورا اس کا جمال
ہر مسرّت سے ہے برتر عیدِ میلادُ النبیؐ

مژدۂ بادِ بہاری ہے یہ دن اپنے لیے
دشمنوں کو تیر و نشتر عیدِ میلادُ النبیؐ

آج گائیں نعتِ پیغمبرؐ زبانِ حال سے
یُوں منائیں ہفت کشور عیدِ میلادُ النبیؐ

آج کا دن ہے خدا کا ہم پہ احساں دوستو!
رحمتِ باری ہے یکسر عیدِ میلادُ النبیؐ

وادیٔ احساس میں نعتوں کا سبزہ دیکھ کر
بولیں کلیاں بھی چٹک کر "عیدِ میلادُ النبیؐ"

قامتِ فکر و تخیُّل پر لباسِ شعر ہے
ہے سبھی عیدوں سے بڑھ کر عیدِ میلادُ النبیؐ

ہے گھنی چھاؤں تلطُّف کی سروں پر ضَوفگن
کس قدر ہے رُوح پرور عیدِ میلادُ النبیؐ

مَیں حصارِ خوابِ دل خوش کُن میں اب تک کیوں نہ ہوں
ہے قرارِ جانِ مضطر عیدِ میلادُ النبیؐ

ملتفت ہم پر ہے ربِّ ذوالمنن اِس واسطے
اپنی خوشیوں کا ہے محور عیدِ میلادُ النبیؐ

مصطفیٰؐ کے عشق کا سرمایہ مِلتا ہے ہمیں
یوں کرے ہم کو تونگر عیدِ میلادُ النبیؐ

فکر اب محمودؔ ہے اپنی فرازِ عرش پر
لُطف فرما ہے جو ہم پر عیدِ میلادُ النبی

----صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم----

خواہشِ وصل کی تکمیل

کوئی محوِ خواب تھا' سویا ہُوا تھا فرش پر
کوئی ملنا چاہتا تھا اُس سے بامِ عرش پر
حُکم کا بندہ کوئی سدرہ سے بلحا آ گیا
وہ کسی کو اب کسی کے پاس لے جانے کو تھا
بے اجازت پہلے بھی آتا نہ تھا گھر میں کبھی
آج کی شب بھی یہ جُرأت بے طرح مفقود تھی
آج چونکہ اپنے حجرے میں کوئی سویا نہ تھا
مسئلہ اِذنِ حضوری کا نہیں پیدا ہُوا
نیند سونے والے کی لیکن اَہَم اتنی رہی
کم عبادت کرنے کی تلقین کرتا تھا کوئی
کیا فرستادہ کسی کا ڈالتا اس میں خلل
ایک ہی نکلا بالآخر سارے اِن عُقدوں کا حل
سونے والے کے قدم سے مَل رہا تھا پَر کوئی
جاگ اُٹھا بسِ عقیدت آشنا پا کر کوئی
جاگ اُٹھا کوئی تو پیغام اُس کو پہنچایا گیا
آپ کو جانے کہاں' سرکار! بُلوایا گیا
چل پڑا کوئی تو سب رستے سمٹ کر رہ گئے
واسطے دنیا کے تھے جو سارے کٹ کر رہ گئے

پہلے اقصیٰ' پھر فلک' پھر سدرہ اور پھر لامکاں
چاہنے والے کو ملنے جا رہا تھا میہماں
جو چلا تھا' وہ تو منزل کی طرف چلتا رہا
جو بُلانے آیا تھا' رستے میں تھک کر رہ گیا
جانبِ منزل اکیلا جا رہا تھا یُوں کوئی
جیسے یہ راہیں ہوں لاکھوں بار کی دیکھی ہُوئی
اب نہ کوئی راہبر تھا اور نہ رہرو ساتھ تھا
یہ بتاتا تھا کہ وہ ہے آپ اپنا رہنما
اب منازل قَابَ قَوْسَیْنِ اور اَوْ اَدْنیٰ کی تھیں
عشق کی اک جَسْت سے یہ منزلیں سب طے ہوئیں
ایک ہی وجہِ جوازِ اسرا کی ہوتی ہے بہم
تھی کسی کو خواہشِ وصلِ حبیبِ محترم
یوں اضافے ہوتے جاتے تھے کسی کی شان میں
اُدْنُ مِنّیِ کی صدائیں آ رہی تھیں کان میں
لامکاں کیا چیز ہے' عرشِ بریں کیا چیز ہے
کر گیا اِس سے بھی آگے کے مراحل کوئی طے

طیبۂ معظّمہ سے واپسی

کب خُدا پہنچائے گا' کیسے وہاں پہنچوں گا مَیں
تھا بہت بے چین طیبہ دیکھنے کے واسطے
جا کے لَوٹ آیا تو پہلے سے فزوں ہے اضطراب
اب کہاں ہے چین ممکن' اب تو دیکھ آیا اُسے

پھیلتی بڑھتی ہوئی میری تمنّاؤں کی بیل
قلب کی دیوار پر نشو و نما پاتی ہے کیوں
خواہشِ دیدارِ طیبہ تو مِری پوری ہوئی
آنکھ کی حسرت کو رُکنا تھا' بڑھی جاتی ہے کیوں

ایک یہ احساس نیندیں ہی اُڑا کر لے گیا!
دُور مجھ سے کیوں ہوا شہرِ شہِؐ ہر خشک و تر
میرے سینے میں کسک سی بن گیا ہے یہ خیال
طیبہ جا کر پھر چلا آیا ہوں کیسے لَوٹ کر

مسجد و منبر' ریاض الجنّہ اور قدمینِ پاک
جالیاں وہ نُور کی' وہ سبز گنبد اور وہ گھر
رہ گیا ہے دل وہیں' خود تو چلا آیا ہوں مَیں
حال کیا سب کا یہی ہوتا ہے طیبہ دیکھ کر؟

دُرود و سلام

درودِ پاک

ساکنانِ عالمِ سفلی بھی پڑھتے ہیں درود
اس وظیفے کا اثر ہے عالمِ علوی میں بھی
فرش سے تا عرش اک اک گوش سنتا ہے اسے
ہے محیطِ ہر عالم گونج اِن الفاظ کی

آدمی گر چاہتا ہے اپنے مقصد کا حصول
اس پہ لازم ہے کہ وہ کوشش کرے، ہمّت کرے
قُربتِ سرکارؐ جنّت میں جسے درکار ہو
زندگی میں وہ درودِ پاک کی کثرت کرے

خالقِ کونین کو شکوہ نہیں سرکارؐ سے
پھر گِلہ اِن سے نہیں ہے قدسیانِ عرش کو
رازِ تلقینِ درودِ پاک یُوں افشا ہوا
ہے درود اُس کے لیے جس سے کوئی شکوہ نہ ہو

جو وظیفہ کبریا کا بھی، ملائک کا بھی ہے
اور جسے اللہ نے بھی فرض ہم پر کر دیا
وہ پڑھا جائے ریا سے بھی تو ہوتا ہے قبول
ہے درودِ پاک سے بہتر عبادت اور کیا

"صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"

پڑھیں نہ کیوں حلقے میں آ کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
خادم جتنے ہیں آقا کے، صلی اللہُ علیہِ وسلم
آقاؐ پر راضی ہے خالق، آقاؐ ہیں ہر چیز کے مالک
آقاؐ ہیں محبوب خدا کے، صلی اللہُ علیہِ وسلم
ہر اہلِ ایمان کے لب تک، صبح و شام نہ ہو گا کب تک
رہیں گے ہم سب سے پڑھوا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
سُوئے مدینہ جانے والا کر لے گا ایمان کو تازہ
دل کی بات زباں پر لا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
"صلی اللہُ علیکَ وسلم" کہو گے تم روضے پر ہمدم!
جاؤ تو ہم کو بھی سنا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
پڑھنے والے پر آقاؐ بھی خوش ہوتے ہیں اور خدا بھی
سو سو معنی ایک دعا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
شیطاں روئے، شیطاں ہارے، جب کوئی صلوات پکارے
ہم جیتے سب سے کہلا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
اس کا نصیبا کھل جائے گا، حق کا مقرّب کہلائے گا
پڑھ لے گا جو سر کو جھکا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"
نقش ہے مدحت اُن کی دل پر، روح بھی ہے محمودؔ ثنا گر
نغمے گاؤ مدح و ثنا کے "صلی اللہُ علیہِ وسلم"

میرے مولا صلی اللہ علیکَ وسلم

میرے پیمبرؐ، میرے مولا صَلّی اللہُ عَلَیکَ وَسَلّم
میں ہوں گداگر، میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

آنکھیں پُرنم، گردن ہے خم، آپ کے در پر آن کھڑا ہے
ایک ثناگر، میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

آئینہ ہے گو عصیاں کا، لیکن یکسر ہے یہ چہرہ
اشکوں سے تر میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

میں ہوں بھکاری آپ کے در کا، میرے لیے ہیں خاک سے کمتر
سیم و جواہر میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

آپ ہوئے جب حق کی چاہت، پھر کیا چیز ہے میری چاہت
چاہوں کیوں کر میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

باقی ہے بس ایک تمنا، اس دنیا میں موت آئے تو
آپ کے در پر میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

پل میں عرش کو کرتا ہے طے، آپ کے در پر جھک جاتا ہے
جس جس کا سر میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

آپ کی آمد پر خوشیاں ہیں، حور و ملائک جنّ و بشر میں
عید ہے گھر گھر میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

مدح کرے محمودؔ سا انساں کیسے جب ہے آپ ثنا خواں
آپ کا داور میرے مولا صلی اللہُ علیکَ وسلم

درود بھی، سلام بھی

مِرے حضورؐ ہیں حبیبِ خالقِ انام بھی
مِرے حضورؐ نے کِیا ہے عرش پر خرام بھی
شفیع ہیں مِرے جو انبیا کے ہیں امام بھی
جوان وپیر و طفل سب، خواص بھی، عوام بھی
پڑھو مِرے حضورؐ پر درود بھی سلام بھی

مِرے حضورؐ پر درود بھیجتا ہے خود خدا
ہے بستۂ درود بھی وظیفۂ ملائکہ!
یہ کام کر رہے ہیں خود رُسلؑ، صحابہؓ، اولیاؒ
تمھارے واسطے بھی حکم مومنو! یہی ہُوا
پڑھو مِرے حضورؐ پر درود بھی سلام بھی

ڈریں نہ سرکشوں سے وہ، نہ خواہشِ درم کریں
جو اہلِ عشق ہیں، وہ اپنا رُخ سُوئے حرم کریں
بڑا ہی نیک کام ہے، یہ تم کرو کہ ہم کریں
خدا بھی تم پہ خوش ہو اور حضورؐ بھی کرم کریں
پڑھو مِرے حضورؐ پر درود بھی سلام بھی

پڑھے نہ جو درود تو ذلیل و خوار کیوں نہ ہو
خدا پسند کرتا ہی نہیں ہے ایسے شخص کو
پڑھے درود آپؐ پر نہ دل سے صبح و شام جو
تمھاری اپنی بہتری نہاں ہے اس میں مومنو!
پڑھو مِرے حضورؐ پر درود بھی سلام بھی

------- صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم -------

سلام

جو ہیں حبیبِ خالقِ افرشتہ و انام
بے شبہہ جو ہیں باعثِ تخلیقِ خاص و عام
اُمّی لقب ہیں، طٰہٰ خطاب، افصح الکلام
دانندۂ غیاب و حضور اُن کا ہر غلام
عبد ایسے جن کو ربِّ مکرم کہے سلام

جن پر فدا ہیں جنّ وبشر اور سب نبیؐ
عیسیٰؑ کی آرزو ہے، بنیں ان کے اُمّتی
یوسفؑ کے دل میں بھی یہ تمنا جواں رہی
آیا نظر کسی کو نہ اُن سا حسیں کبھی
کیونکر نہ اُن کو حُسنِ دوعالم کہے سلام

اُن کو سلام جن کے سلامی ہیں نکتہ داں
اُن کو سلام جن کے پیامی ہیں رازداں
اُن کو سلام جن کی غلامی میں ہیں نہاں
شان و شکوہ و عظمت و آنِ شہنشہاں
وہ کون ہے جو اُن کو نہ پیہم کہے سلام

صلوٰۃ کافی، سلام زیادہ

ہمیں یہ کہتا ہے حق تعالیٰ ”صلوٰۃ کافی سلام زیادہ“
ہمارا ہر وقت وِرد ہوگا، صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
بہ پیشِ سرکارؐ لے کے آئی ہے عاجزی سے تمام اُمّت
فقط ارادت کا ایک ہدیہ، صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
خُدا اور اُسکے فرشتے اور مَیں، درودگو ہیں، درودخواں ہیں
مرے لیے اتنا ہے اضافہ، صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
حضورؐ کے جو ہیں نام لیوا، شبانہ روز ان کا ہے یہ شیوہ
حضورؐ پر دم بدم ہے پڑھنا صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
یہ سچے مالک کا فیصلہ ہے، جو اس نے ہم کو سُنا دیا ہے
کریں تو بس ایک یہ وظیفہ صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
سلام زیادہ صلوٰۃ کافی، اِسی میں آئے اجل بھی میری
یہ ماحصل بھی ہے زندگی کا، صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
مقدّر اُس کا نصیب اُس کا، بروزِ محشر ہے شان اس کی
ہے جس کے اعمال کا خلاصہ صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
گیا جو عُمرے کو مجھ سا عاصی، تو طیبہ میں اور خدا کے گھر بھی
ادا کرے گا یہی فریضہ صلوٰۃ کافی سلام زیادہ
اگرچہ حلقہ درود کا ہو، سلام اس میں بھی خوب پڑھ لو
کہ محمودؔ یہ حکم ہے خدا کا ”صلوٰۃ کافی سلام زیادہ“

تضمین

جب وہ نکلا سرِ بطحا' طیبہ کا چاند
سب نے پیارے سے دیکھا طیبہ کا چاند
جس حسین وقت میں اُبھرا طیبہ کا چاند
"جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام"

جن کی تکریم اسرا کی شب کی گئی
جن کی توقیر و عزت مہِ نو نے کی
جن کی عظمت سے پُشتِ فلک خم ہوئی
"جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
اُن بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام"

ایک ایک نسبت کو سلام

سرورِ عالمؐ کے ہیں اجداد سب جنّت مقام
آپؐ کی آلؓ اور سب اصحابؓ ہیں اپنے امام
حمزہؓ و عبّاسؓ و بُوطالبؓ کا ہوں خادم مُدام
اہلِ بیتِ سرورِ کونینؐ ہیں ذی احتشام
والدینِ مصطفیٰؐ ہیں لائقِ صد احترام
اُن پہ ماں باپ اپنے قرباں' اُن پہ ہوں لاکھوں سلام

میرے آقاؐ کی رضاعی ماں کی عظمت کو سلام
فاطمہؓ بنتِ اسد کی شانِ حُرمت کو سلام
اُمّ ہانیؓ اور صفیّہؓ کی فضیلت کو سلام
سرورِ کونینؐ کی ایک ایک نسبت کو سلام
ہیں حبیبِؐ خالقِ کونین کے جو اقربا
ہوں تحیّت اور سلام اُن سب پہ لاکھوں مرتبہ

میرے والد میرے آقاؐ کے غلامِ کمتریں
والدہ میری کنیزِ اُمّہاتُ المؤمنیں
مالک اپنی زندگی کے ہیں نبیؐ آخریںؐ
اس درِ فیّاض سے ہم جا نہیں سکتے کہیں
میری اولاد آپؐ کے بچّوں کی ہے دریوزہ گر
بھیجتی لاکھوں سلام اُن پر رہے گی عمر بھر

خاندانِ حضرتِ محبوبِؐ خالق، حَبَّذا
آپؐ کی اولاد اور ماں باپ اور سب اقربا
ہیں اَعِزّہ جس قدر، اُن سب پہ لاکھوں مرتبہ
ہوں سلام آقا مرے، صَلِّ عَلٰی سَلِّمْ عَلٰی

آپؐ کی نسبت کے حامل سب ہیں اپنے محترم
واسطہ اپنوں کا آقا! اپنے بندوں پہ کرم

مناقبِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

خلفائے راشدین

مرے غم خوار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں
مجھے درکار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

حبیبِؐ کبریا کا عشق اصلِ دین و ایماں ہے
مگر معیار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

جنھیں آقاؐ سے الفت تھی، اُنھیں جن سے محبت تھی
وہ چاروں یار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

گئے کعبہ سے طیبہ تک تو جنّت زیرِ پا دیکھی
وہ خُوش رفتار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

مُراد اک، دو شہید اور ایک یارِ غار ہے اُن کا
نبیؐ کے یار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

رسولِؐ پاک کے ساتھی ہیں وہ دنیا و عُقبیٰ میں
وفا آثار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

محبّت اُن کی ہے محمودؔ میرا جزوِ ایمانی
مرے دلدار بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ ہیں

عظمت حضرتِ صدّیقؓ کی

ہے دلِ مُسلم میں عظمت حضرتِ صدّیقؓ کی
ذات ہے شایانِ مدحت حضرتِ صدّیقؓ کی
انبیاؑ کو چھوڑ کر، ہیں آپ سب کے رہنما
بعدِ احمدؐ ہے فضیلت حضرتِ صدیقؓ کی
سرورِؐ دو کون و خالق تک رسائی کے لیے
چاہیے ہم کو وساطت حضرتِ صدیقؓ کی
آپ سَرخَیلِ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار تھے
نرم تھی گرچہ طبیعت حضرتِ صدیقؓ کی
مُدّعی کاذِب نُبوّت کے ہُوئے ہیں جس قدر
اُن پہ دیکھی سب نے شدّت حضرتِ صدیقؓ کی
قبر میں بھی آپ ساتھی ہیں رسولؐ اللہ کے
دیکھیے شانِ رفاقت حضرتِ صدیقؓ کی
آپ ہیں طاعت گزارِ سرورِؐ کون و مکاں
فرض ہے ہم پر اطاعت حضرتِ صدیقؓ کی
تھے مُصدِّق بھی تو پہلے آپ ہی سرکارؐ کے
اوّلیں گر ہے خلافت حضرتِ صدیقؓ کی
منقبت کہتا ہوں مَیں محمودؔ ان کی صبح و شام
ہے مرے دل میں محبّت حضرتِ صدّیقؓ کی

واسطہ صدّیقِ اکبرؓ کا

رہا مدّاح جو صبح و مسا صدّیقِ اکبرؓ کا
ہُوا آخر وہی رمز آشنا صدّیقِ اکبرؓ کا

وہ ہیں آرام فرما گنبدِ اخضر کے سائے میں
خوشا قسمت، زہے بختِ رسا صدیقِ اکبرؓ کا

ہُوئے ہیں آپ انسانوں میں بعد از انبیاؑ افضل
زہے عظمت، زہے یہ مرتبہ صدیقِ اکبرؓ کا

دُعا مقبول ہو گی اور ملے گا مُدّعا دل کا
اگر دو گے خدا کو واسطہ صدیقِ اکبرؓ کا

فضیلت جس طرح تاروں پہ ہے ماہِ منوّر کی
صحابہؓ میں یہی ہے مرتبہ صدیقِ اکبرؓ کا

نبیؐ کا نقشِ پا تھا محترم صدیقِ اکبرؓ کو
ہمارا رہنما ہے نقشِ پا صدیقِ اکبرؓ کا

ذرا مشکل نہ پیش آئے رہِ دینِ سلامت میں
کسی کو ہو عطا گرچہ حوصلہ صدیقِ اکبرؓ کا

عمرؓ نے اور عثمانؓ و علیؓ سب نے جو کی بیعت
اِسی سے مرتبہ ظاہر ہوا صدیقِ اکبرؓ کا

مجھے محمودؔ حاصل کیوں نہ ہو عزّت زمانے میں
کہ ٹھہرا مَیں بھی ہوں ادنیٰ گدا صدّیقِ اکبرؓ کا

منقبت صدّیقِ اکبرؓ کی

کرو با چشمِ پُرنم منقبت صدّیقِ اکبرؓ کی
سویرے، شام، ہر دم، منقبت صدّیقِ اکبرؓ کی

خدا کی حمد اوّل ہو، بیاں پھر شوقِ بے حد سے
ہو مدحِ شاہِ عالمؐ، منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

کروں گا مدحتِ فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ جس دم
کرے گی خیر مقدم منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

مجھے معلوم ہے جب اِذْ هُمَا فِی الْغَار کی آیت
کروں پھر کیوں نہ پیہم منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

پیمبرؐ کے رفیقِ کار تھے اور یار بھی ان کے
کیے جاتا ہے عالم منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

نبیؐ کی جب شفاعت مقصد و مطلوب ہے اپنا
تو پھر ہو کیوں نہ ہمدم منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

اِسی میں مدحتِ آقاؐ، اسی میں حمدِ ربّانی
عجب رکھتی ہے عالم منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

زمانہ ہی نہیں رطبُ اللّساں توصیف میں اُن کی
فرشتوں میں نہیں کم منقبت صدیقِ اکبرؓ کی

کیا کرتا ہوں مَیں محمودؔ مدحِ مصطفیٰؐ ہر دم
ہوئی ہے اس میں مُدغم منقبت صدّیقِ اکبرؓ کی

حضرت فاروقِ معظّم رضی اللہ عنہ

جہاں میں ہر طرف چرچا ہے فاروقِ معظمؓ کا
انوکھا مرتبہ دیکھا ہے فاروقِ معظمؓ کا

مُرادِ سرورِ ہر دو جہاں فاروقِ اعظمؓ ہیں
زمانے سے عجب رُتبہ ہے فاروقِ معظمؓ کا

کِیا تھا سنِ ہجری اور بیتُ المال کا اجرا
شعورِ آگہی یکتا ہے فاروقِ معظمؓ کا

سیاست اور معیشت میں بھی اصلاحات فرمائیں
طریقِ انقلاب اچھا ہے فاروقِ معظمؓ کا

ہوئی تشہیرِ شرعِ مصطفیؐ اُن کی خلافت میں
یہ خدمت دین کی، حصّہ ہے فاروقِ معظمؓ کا

چلے نقشِ قدم پر آپ بھی صدیقِ اکبرؓ کے
اُنھی کا راستہ، رستہ ہے فاروقِ معظمؓ کا

نبیؐ کی مدح میں اکثر عمرؓ کا ذکر کرتا ہوں
اثر دل پر مِرے اتنا ہے فاروقِ معظمؓ کا

ابوبکرؓ آپ کے ساتھی تھے اور عثمانؓ و حیدرؓ بھی
اور ان کے درمیاں درجہ ہے فاروقِ معظمؓ کا

میں کیوں محمودؔ روز و شب نہ اُن کی منقبت لکھوں
کہ میرے سر میں بھی سودا ہے فاروقِ معظمؓ کا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

سب صحابہ ہیں پیروانِ نبیؐ
ہیں مُرادِ رسولِ پاکؐ عمرؓ

حفظِ دیں میں اُٹھے وہ تیغ بکف
اِس میں رکھتے نہیں تھے باک عمرؓ

حُبِّ اسلام میں نبیؐ کے لیے
جیب رکھتے تھے اپنی چاک عمرؓ

منہ سے آقاؐ کے سُن کے قرآں کو
چھوڑ بیٹھے تھے اُنسِ تاک عمرؓ

دینِ اسلام کو بلند کیا
اپنے دیں کی ہوئے ہیں ناک عمرؓ

ہیں خلیفہ رسولؐ کے پہلے
پاک بوبکرؓ، پھر ہیں پاک عمرؓ

زندگی میں نبیؐ کے ساتھ رہے
ساتھ ہیں اُن کے، زیرِ خاک عمرؓ

حضرت عثمانِ ذوالنّورین رضی اللہ عنہ

عاشقِ محبوبِ ربُّ العالمیں عثمانؓ ہیں
رہنما و مُقتدائے اہلِ دیں عثمانؓ ہیں

محفلِ عرفان کے مسند نشیں عثمانؓ ہیں
قُلزُمِ اخلاص کے دُرِّ ثمیں عثمانؓ ہیں

ہیں رسولِؐ پاک کے داماد، ذوالنُّورین ہیں
عزّت و ناموسِ احمدؐ کے امیں عثمانؓ ہیں

تاجدارِ کشورِ حلم و حیا ہیں بے گماں
دوستدارِ سرورِ دنیا و دیں عثمانؓ ہیں

اشقیا نے کر دیا ان کو تلاوت میں شہید
جن کی ہے مظلومیت غم آفریں، عثمانؓ ہیں

جانشیں ہیں حضرتِ عثمانؓ کے مولا علیؓ
اور بُوبکرؓ و عمرؓ کے جانشیں عثمانؓ ہیں

نرم دل صدّیقِ اکبرؓ ہیں، جری فاروقؓ ہیں
پاک دل ہیں مرتضیٰؓ اور شرمگیں عثمانؓ ہیں

عشقِ ذاتِ کبریا ہے زندگی عثمانؓ کی
خاتمِ عشقِ محمدؐ کے نگیں عثمانؓ ہیں

کیوں مجھے غم گردشِ آلام کا محمودؔ ہو
درد کے ماروں کے غم خوار و مُعیں عثمانؓ ہیں

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

عاشقِ پیغمبرِؐ داور ہیں عثمانِ غنیؓ
اور مُحبِّ خالقِ اکبر ہیں عثمانِ غنیؓ

مصطفیٰؐ سے عشق کا محور ہیں عثمانِ غنیؓ
نقطۂ پرکارِ پیغمبرؐ ہیں عثمانِ غنیؓ

آپ ساتھی ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ کے بالیقیں
دوستدارِ حیدرؓ صفدر ہیں عثمانِ غنیؓ

جو حصارِ دیں میں آئے، ان میں چوتھے آپ ہیں
ہم مسلمانوں کے یوں رہبر ہیں عثمانِ غنیؓ

میرے آقاؐ کے بلند اخلاق کا آئینہ ہیں
آپؓ ہی کے حلم کے مظہر ہیں عثمانِ غنیؓ

اُمِّ کلثومؓ اور رقیہؓ نور، ذُوالنُّورین آپ
کیا حسیں آئینۂ انور ہیں عثمانِ غنیؓ

میرے آقاؐ کے کرم سے، کبریا کے فیض سے
نیکیوں کا منبع و مصدر ہیں عثمانِ غنیؓ

پاسدارِ دینِ حق بھی، جامعِ قرآن بھی
شارحِ آئینِ پیغمبرؐ ہیں عثمانِ غنیؓ

میرے آقاؐ کے جلو میں ضَوفشاں میزان پر
اُن کی خدمت میں سرِ کوثر ہیں عثمانِ غنیؓ

جن کی سیرت سے ملا محمودؔ درسِ اتّقا
وہ حیا و حلم کا پیکر ہیں عثمانِ غنیؓ

امامِ مظلوم حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ

یہ مِری ہستیٔ موہوم امامِ مظلومؓ
ہو نہ الطاف سے محروم امامِ مظلوم

میرے جذبات کے مُصحف میں بھی عثمانؓ کا نام
عرشِ اعظم پہ بھی مرقوم امامِ مظلوم

آپ سے الفت و اخلاص، نبیؐ کی مدحت
میرے اسلام کا مفہوم امامِ مظلوم

آپ کے در کے محافظ تھے علیؓ کے بیٹے
مرتبہ جن کو تھا معلوم امامِ مظلوم

آپ ہیں صاحبِ نُورَین، حیادار، سخی
دونوں عالم میں مچی دھوم امامِ مظلوم

ہے عُلوٗ اس کا، سُخَن اس کا، مقدّر اس کا
جو بھی ہے آپ سے موسوم امامِ مظلوم

ہوگی شاداب مِری شاخِ نہالِ احساس
آپ کا ذکر ہے مقسوم امامِ مظلوم

اغنیا اور بھی دیکھے ہیں زمانے بہت
پر سخاوت کا ہیں مفہوم امامِ مظلوم

اُنس والفت سے کیا کرتا ہے محمودؔ مُدام
آپ کی مدحتِ منظوم امامِ مظلوم

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کبریا کے لُطف کے حامل علی المرتضیٰؓ
عشقِ احمدؐ میں بھی ہیں کامل علی المرتضیٰؓ

بُوتراب ارشاد فرمایا انھیں سرکارؐ نے
ہیں ہر اک تعریف کے قابل علی المرتضیٰؓ

جو گرفتارِ بلا ہیں قُلزُمِ عصیاں میں آج
ہیں انھی کے واسطے ساحل علی المرتضیٰؓ

صاحبِ عرفان، بابِ شہرِ علمِ مصطفیٰؐ
سب خصوصیات کے حامل علی المرتضیٰؓ

رات دن اُن کی طلب، ان کی ثنا، ان کا خیال
اپنا ماضی، حال، مستقبل علی المرتضیٰؓ

سرورِ کونینؐ کے بھائی بھی ہیں، داماد بھی
اور رفیقوں میں بھی ہیں شامل علی المرتضیٰؓ

ہے نشانِ جادۂ حق آپ کا نقشِ قدم
اور دینِ حق کی ہیں منزل علی المرتضیٰؓ

روز و شب محمودؔ کی نظروں کو ہے اُن کی تلاش
ہیں ضیا بخشِ حریمِ دل علی المرتضیٰؓ

حضرت علیؓ ابنِ ابی طالبؓ

اعمال میں نبیؐ سے شباہت علیؓ کی ہے
دیں کے جَسَد میں جو ہے حرارت، علیؓ کی ہے

کیوں ربِّ ذوالجلال کا مجھ پر نہ لطف ہو
مجھ پر کرم حضورؐ کا، شفقت علیؓ کی ہے

ہوں دشمنانِ دیں کے لیے تیغِ بے نیام
فکر و نظر پہ میرے لطافت علیؓ کی ہے

ہوں منقبت نگار، مجھے خوفِ حشر کیا
میں بھی علیؓ کا ہوں، اگر جنّت علیؓ کی ہے

زوجِ بتولِؓ پاک، نبیؐ کے عزیز ہیں
حسنینؓ سی جہان میں عترت علیؓ کی ہے

مجھ پہ کرم خدا کا، نبیؐ کی عنایتیں
میری زباں پہ مدح جو حضرت علیؓ کی ہے

آغوشِ مصطفیؐ میں ہوئی اُن کی تربیت
اور کبریا کے گھر میں ولادت علیؓ کی ہے

دیکھا ہے سب نے مرحب و عنتر کا حالِ زار
عالم پہ آشکارا شجاعت علیؓ کی ہے

محمودؔ بابِ علم کا درکار ہے کرم
پَرتَو فگن جہاں پہ ہدایت علیؓ کی ہے

اُمّہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

عاملِ شرعِ متیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنینؓ
دین کا حسنِ حسیں ہی امہاتُ المؤمنینؓ

ذکر ان کا ہو تو سر خم ہوں، نظر نیچی رہے
اُمّہات المؤمنینؓ ہیں، اُمّہاتُ المؤمنینؓ

مصدرِ حلم و حیا ہیں، معدنِ حسنات ہیں
منبعِ حُسنِ یقیں ہیں امہاتُ المؤمنینؓ

جنّتی ازواجِ نبیؐ ہیں، محترم ہیں سب کی سب
فخرِ اربابِ یقیں ہیں امہاتُ المؤمنینؓ

عائشہؓ ہوں یا خدیجہؓ ہوں کہ ہوں بنتِ جحشؓ
خاتمِ حق کی نگیں ہیں امہاتُ المؤمنینؓ

صفیہؓ و اُمِّ حبیبہؓ، اُمِّ سلمہؓ، ماریہؓ
ایک صادق کی امیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنینؓ

ہوں جویریہؓ کہ زینبؓ، سودہؓ یا میمونہؓ ہوں
سب کی سب جنّت مکیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنینؓ

بنتِ حارثؓ ہوں کہ حفصہؓ یا ساری آپؐ کی
سارے عالم سے حسیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنینؓ

خالقِ کون و مکاں کا اُن پہ لطفِ خاص ہے
مصطفیؐ کی خوشہ چیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنینؓ

ماحیِ کفر و ضلالت، نورِ ذاتِ مصطفیؐ
حامیِ دینِ متیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنینؓ

سب مراحل میں رہی ہیں ساتھ وہ سرکارؐ کے
جن سے ہے تکمیلِ دیں، ہیں اُمّہاتُ المؤمنیںؓ

ہیں نبیؐ کے عقد میں، ان کے مُقدّس زوج میں
روحِ ختمُ المرسلیںؐ ہیں اُمّہاتُ المؤمنیںؓ

اُن کی مدحت میں نہ کیوں محمودؔ ہو رطبُ اللّساں
محسنِ دنیا و دیں ہیں اُمّہاتُ المؤمنیںؓ

حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

بہارِ گُلشنِ ایماں خدیجہؓ
چراغِ محفلِ عرفاں خدیجہؓ
ہے پاکیزہ تریں کردار جن کا
وقارِ عالمِ نسواں خدیجہؓ

وہ قندیلِ حریمِ مصطفیٰؐ ہیں
چراغِ خانۂ خیرُ الوریٰؐ ہیں
دکھایا ان کو عفّت کا نمونہ
خواتینِ جہاں کی رہنما ہیں

شریکِ حالِ پیغمبرؐ خدیجہؓ
حیا و حِلم کی پیکر خدیجہؓ
کلی ہیں وہ گلستانِ وفا کی
صفا و صدق کی مظہر خدیجہؓ

مرے آقاؐ کی غم خوار و مُعیں ہیں
مسلمانوں کا ایمان و یقیں ہیں
نبیؐ کی محترم زوجہ خدیجہؓ
یکے از اُمّہاتُ المؤمنیںؓ ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

وہ حکمت کی جاں بنتِ صدّیقِ اکبرؓ
ہیں اُمّت کی ماں بنتِ صدّیقِ اکبرؓ

گلستانِ طیبہ کا بے مثل و یکتا
گلِ بے خزاں بنتِ صدیقِ اکبرؓ

مسائل کی تفہیم اُن سے ہوئی ہے
نبیؐ کی زباں بنتِ صدیقِ اکبرؓ

رسولِ خداؐ سرورِ دو جہاںؐ کی
بنیں رازداں بنتِ صدیقِ اکبرؓ

ہے مرہونِ منّت یہ ملّت انہی کی
ہیں منزل نشاں بنتِ صدیقِ اکبرؓ

رکھا جس نے محفوظ اُسوہ نبیؐ کا
وہ ہیں بے گماں بنتِ صدّیقِ اکبرؓ

حضرت عائشہ حُمیرا رضی اللہ عنہا

مصدرِ مہر و وفا مخدومۃُ الدارینؓ ہیں
منبعِ علم و حیا مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

عائشہ صدّیقہؓ بنتِ حضرتِ صدّیقؓ ہیں
عکسِ خُلقِ مصطفیٰؐ مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

وہ ہیں اُمُّ المؤمنیں، جن کا حُمیرا ہے لقب
پیکرِ صدق و صفا مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

عقد میں جب لے لیا سرکارِ والاؐ نے انہیں
سب فرشتوں نے کہا، مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

ہے مسلماں عورتوں پر ان کا ظلِّ عاطفت
خوگرِ مہر و وفا مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

جن کی عصمت کی گواہی دی کتابُ اللہ نے
ہاں، وہ ممدوحِ خدا مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

لَو لگائی تھی انھوں نے بس رسول اللہؐ سے
بے نیازِ ماسوا مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

شارعِ دیںؐ کی رفیقہ، شارحہ اسلام کی
اہلِ حق کی رہنما مخدومۃُ الدارینؓ ہیں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

محبوبِ حق تعالیٰ کو بے حد حسینؓ ہیں
نورِ نگاہِ حضرتِ احمدؐ حسینؓ ہیں

اک امتیاز ہیں حق و باطل کے درمیاں
راہِ جنون و ہوش کی سرحد حسینؓ ہیں

مضمونِ سرفروشی و تسلیم و جاں دہی
درسِ رضا و صبر کی ابجد حسینؓ ہیں

ہیں تکملہ کتابِ خلیلؑ و ذبیحؑ کا
آوازۂ پیامِ اَب و جَد حسینؓ ہیں

سائل جو اُن کے در پہ گیا، ہو گیا غنی
رکھتے نہیں جو لفظِ "ندارد" حسینؓ ہیں

دشتِ بلا میں خون سے ہے آج بھی رقم
قرباں گہِ خلوص کے اشہد حسینؓ ہیں

انصاف و حق کا دہر میں ہیں اک منارِ نور
باطل کی سب خرابیوں کا رد حسینؓ ہیں

اظہارِ غم سے نیکیاں ہوتی ہیں جس میں جمع
ایسی حسابِ خُلد میں اک مد حسینؓ ہیں

محمودؔ ہم ہیں چاہنے والے حسینؓ کے
لختِ دلِ جنابِ محمدؐ، حسینؓ ہیں

شہِ کرب وبلا

ہر ثنا ہو کیوں نہ شایانِ شہِ کرب و بلا
طائرِ سدرہ ہے دربانِ شہِ کرب و بلا

ہوں مرے ماں باپ قرباں اُن کے نانا جانؐ پر
میرے جان و دل ہوں قربانِ شہِ کرب و بلا

کٹ مرے جو عظمت و ناموسِ دیں کے واسطے
ہو میسّر اُس کو عرفانِ شہِ کرب و بلا

مثلِ گُل ہر فرد ہے اس خاندانِ قُدس کا
رُوکشِ جنّت ہے بُستانِ شہِ کرب و بلا

کیا اُنھیں اندیشۂ نارِ جہنّم، دوستو!
جن کے ہاتھوں میں ہے دامانِ شہِ کرب و بلا

مرتبہ دانِ محمدؐ ہے خُدائے عزّ و جل
مصطفیٰؐ ہیں مرتبہ دانِ شہِ کرب و بلا

ہے نتیجہ ان کے اعمالِ شنیعہ کا کہ ہیں
خائب و خاسر حریفانِ شہِ کرب و بلا

کیا ستم ہے، تاخت و تاراج کر ڈالا گیا
دشتِ غربت میں گلستانِ شہِ کرب و بلا

قُدسیانِ پاک ہیں محمودؔ میرے ہم زباں
یوں کہ ہُوں میں بھی ثنا خوانِ شہِ کرب و بلا

-----رضی اللہ تعالیٰ عنہ-----

پیکرِ حسینؓ کا

میرے لبوں پہ ذکر ہے اکثر حسینؓ کا
مہرِ کرم ہے دل کے اُفق پر حسینؓ کا

ٹھوکر میں اس کی دولتِ دنیا، خدا گواہ
غم ہو اگر کسی کو میسّر حسینؓ کا

ہر چیز اُن کے زیرِ نگیں کس لیے نہ ہو
داور حسینؓ کا ہے، پیمبر حسینؓ کا

صُورت گری حرام اگر ہے، ہُوا کرے
دل میں تراش لیتا ہوں پیکر حسینؓ کا

پانی تھا بند، بادِ حوادث بھی تیز تھی
مُرجھا سکا نہ کوئی گُلِ تر حسینؓ کا

فردِ عمل نہ دیں گے مجھے بائیں ہاتھ میں
دامن جو تھام لوں گا میں بڑھ کر حسینؓ کا

رہتا تھا صبح و شام نگوں حق کے سامنے
باطل کے سامنے نہ جھکا سر حسینؓ کا

اب پھر یزیدیت نے اٹھایا ہے اپنا سر
نکلے کہیں سے پھر وہی لشکر حسینؓ کا

زیرِ قدوم ظلِّ ہُما مستقل رہے
محمودؔ سایہ ہو اگر سر پہ حسینؓ کا

حکایت حسینؓ کی

عاشور کی ہے شب، شبِ غربت حسینؓ کی
ہے کتنی دلگداز حکایت حسینؓ کی

جو کچھ مِلا، ملا ہے بدولت حسینؓ کی
ہر ہر قدم پہ ہم کو ضرورت حسینؓ کی

ہے دشمنانِ دیں کو شقاوت حسینؓ سے
ایمان کی ہے جان محبّت حسینؓ کی

پڑھتے ہیں وہ نماز تہِ خنجرِ جفا
ضربُ المَثَل ہوئی ہے عبادت حسینؓ کی

بڑھ بڑھ کے دشمنوں پہ کیے وار بے دریغ
یہ عزم، یہ شجاعت و ہمّت حسینؓ کی

محمُود کے مقام پہ ہوں گے نبیؐ کے ساتھ
معلوم ہو گی حشر میں وقعت حسینؓ کی

اہلِ دُوَل عدُو ہیں اگر، تو ہُوا کریں
مجھ کو تو بس ہے چشمِ عنایت حسینؓ کی

یارب! مثالِ شفقتِ ظلِّ ہُما رہے
خُدّامِ جانثار پہ رحمت حسینؓ کی

محمودؔ مجھ کو نارِ جہنم سے کیا خطر
میں خادمِ حسینؓ تو جنّت حسینؓ کی

ابنِ علیؓ

تو ہے پیکرِ شجاعت کا ابنِ علیؓ
تیرے پیغام سے زندگی مل گئی

دشتِ کرب و بلا میں بہایا لہو
تو ہے تاریخِ اسلام کی آبرو

تیرے انصار سارے کے سارے جری
ان کو دنیا پہ حاصل ہوئی برتری

تیرا پیغام روشن رہے گا سدا
تو ہے قندیلِ جرأت، تو شمعِ وفا

تیغِ دو نیم تیری تھی یا قہر تھا
جس نے میدان لاشوں سے بھر بھر دیا

سر کٹا کر دیا تو نے درسِ وفا
ہم کو مل ہی گیا زیست کا مدعا

جان دیں راہِ حق میں، یہ ہے زندگی
اِس سے ملتی ہے محمودؔ سچی خوشی

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

راسخ ہے میرے قلب میں عظمت بلالؓ کی
تر ہے زبان مدح میں حضرت بلالؓ کی
ویسی حضورؐ کو بھی تھی الفت بلالؓ سے
جیسی حضورؐ سے تھی محبت بلالؓ کی
سرشار تھے نبیؐ کی محبت سے سر بسر
دیتی ہے گرم ریت شہادت بلالؓ کی
فرمانِ مصطفیٰؐ ہے کہ جھوٹے نہیں بلالؓ
کیسی مسلّمہ ہے صداقت بلالؓ کی
آقاؐ کو رکھ کے آنکھ میں دیتے تھے وہ اذاں
یہ ذوق و شوق و جذب، یہ قربت بلالؓ کی
پایا نہ جب حضورؐ کو نظروں کے سامنے
پھر آہ تھی، اذاں نہ تھی حضرت بلالؓ کی
"آقا" کہا عمرؓ نے انھیں احترام سے
حسنینؓ کے دلوں میں تھی عزّت بلالؓ کی
نصرت اسے خدا کی، نبیؐ کی رضا ملے
جس کے نصیب میں ہو حمایت بلالؓ کی
ایسا کبھی ہو کاش کہ طیبہ سے پیشتر
جا کر دمشق دیکھ لوں تربت بلالؓ کی
محمودؔ ہو گی مدحِ نبیؐ کا یہ تکملہ
جو بات بھی کروں گا میں بابت بلالؓ کی

حضرتِ حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ

نبیؐ کے مدح خواں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ
خدا کے ہم زباں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

ہر اک مدحت سرا سرکارؐ کا یوں تو معظّم ہے
مگر روح و رواں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

وہ جس کی حکمرانی ہو دلوں پر، ہے وہی حاکم
ہمارے حکمراں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

جو ناموسِ پیمبرؐ کے تحفّظ کے لیے اُٹھے
وہ اک شیرِ ژیاں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

سُخن اک ایک اُن کا ہے نبیؐ کے عشق کا مظہر
مَحبّت کا جہاں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

مرے قالب نے جاں سرکارؐ کی تعریف کو پائی
تو شاہِ مُلکِ جاں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

مدد رُوح الامینؑ کرتے تھے ان کی، نعت گوئی میں
کمالِ عزّ و شاں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

جنھیں سرکارؐ منبر پر بٹھا کر نعت سنتے تھے
وہ یکتا مدح خواں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

زبانِ اہلِ دل سے جو قیامت تک بیاں ہوگی
اک ایسی داستاں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

ہیں جتنے نعت گو، سب جادۂ الفت کے رہرو ہیں
امیرِ کارواں ہیں حضرتِ حسّان بن ثابتؓ

شاعرِؓ دربارِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آج دل خنداں ہیں اپنے اور نگاہیں گوہریں
ضَو فگن ہم پر ہُوا ہے شہپرِ روح الامینؑ
دل پہ کندہ ہوگئے ہیں کس کی عظمت کے نگیں
رُوح اپنی آج ہے جذبِ عقیدت کی امیں

کس کی الفت کا دِیا روشن ہے دل کے طاق میں
ذکر کس کا ہو رہا ہے اَنفس و آفاق میں

قند ہے جس کا سُخن، بُوئے نَفَس جس کی گلاب
جو رہا دربارِ سرکارِ جہاںؐ میں باریاب
جس پہ لطفِ مصطفیٰؐ ہوتا تھا بے حدّ و حساب
شاعرِ دربارِ پیغمبرؐ ملا جس کو خطاب

سامنے جس شخص کی عظمت کے دل از خود جُھکے
سر گروہِ نعت گویانِ جہاں کہیے اسے

عاشقوں اور مدح خوانانِ نبیؐ کا رہنما
مقتدا و پیشوا کُلِ عالمِ اسلام کا
نام لیتا ہوں، تو ہو جاتا ہے دل درد آشنا
جس کے ہونٹوں پر رہا ذکرِ نبی صلِّ علیٰ

نورِ حق سے تھی منوّر جس کی قندیلِ دماغ
تا ابد روشن رہے گا جس کی عظمت کا چراغ

کس کے قلب و ذہن میں سرکارؐ کی توقیر تھی
کس کی آنکھوں میں رسولِ پاکؐ کی تصویر تھی
کس کا جاگا بخت، کس کی اوج پر تقدیر تھی
نورِ یزدانی کی کس کے قلب پر تنویر تھی
کون ہے جس کو میسّر چشمِ حق آگاہ تھی
وِردِ لب جس شخص کے مدحِ رسول اللہؐ تھی

اس کی عظمت ہو گئی احساس پر پَرتَو فگن
اس کی مدحت ہو چلی ہے آج موضوعِ سخن
جس کے لب پر نعت رہتی تھی بہ فضلِ ذُوالمنن
لطفِ خلّاقِ دو عالم سے بہ فیضِ پنجتنؑ
ہم نبیؐ کے نام لیواؤں کو اپنا رہنما
حضرتِ حسّانؓ بن ثابت کی صُورت میں ملا

***

سَرخَیلِ واصفانِ مصطفٰیؐ

میرے لب پر آج یہ کس کی ثنا کی بات ہے
رہنمائے واصفانِ مصطفٰیؐ کی بات ہے
عظمتِ آقاؐ کے اک رمز آشنا کی بات ہے
اُن کے نقشِ پا پہ چلنے کی دعا کی بات ہے
کون ہے ممدوح میرا، ہے زباں پر کس کا ذکر
فیض پاتی ہے میری تخیل کس سے، کس سے فکر

کون ہے، اعزاز جس کو میرے آقاؐ نے دیا
کون ہے جس پر خداوندِ دو عالم خوش ہُوا
نعت میں کس کا ہوا رُوح الامینؑ بھی ہمنوا
کس پہ آقاؐ کا ہُوا لطف و کرم بے انتہا
عرشِ اعظم پر جگہ پائی تھی کس کی خاک نے
کون ہے جن کو دعا دی تھی رسولِ پاکؐ نے

مُصحفِ احساس کی تفسیرِ کامل کون ہے
سُنّتِ خلّاقِ دو عالم کا حامل کون ہے
لائقِ مدح و ثنا، عزّت کے قابل کون ہے
مدح گووں میں بتاؤ، میرِ محفل کون ہے
گلستانِ نعت جس سے نُزہت افزا ہے، وہ پھول
حضرتِ حسّان بن ثابتؓ ثناخوانِ رسولؐ

جب بھی دشمن نے نبیؐ کی ذات پر حملہ کیا
شعر کی تلوار لے کر اُس پہ فوراً" چل پڑا
اللہ اللہ بات اُس کی، اُس کا اندازِ ثنا
گلشنِ وصفِ نبیؐ کا ہے وہ مُرغِ خوش نوا
اُس سے بڑھ کر دوستو ہے کون مدّاحِ نبیؐ
زندگی جس کی اسی مقصد کی خاطر وقف تھی

اس عظیم المرتبت کی کس طرح مدحت کروں
زندگی بھر جو رہا آقاؐ کے آگے سرنگوں
غم نہیں، مجھ کو ملا ہے گرچہ بختِ واژگوں
پَر میں مدّاحِ ثنا گوئے رسولِؐ پاک ہوں
حضرتِ حسّان بن ثابتؓ نبیؐ کا ترجماں
حضرت حسّان بن ثابتؓ سا دنیا میں کہاں

وہ نبیٔ محترم کا ایک یارِ با صفا
جس کا اک اک سانس تھا محوؔ مصروفِ ثنا
جس کو آقاؐ نے کئی بار از رہِ لطف و عطا
نعت پڑھنے کے لیے منبر پہ چڑھنے کو کہا
"بر سرِ منبر پڑھو، حسّان!" آقاؐ نے کہا
اللہ اللہ! نعت گوئی کا یہ اوج و مرتبہ

مناقبِ اولیاء اللہ و صلحائے اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ

حضرت امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ

زباں ہر دم مری مدحت سرائے بوحنیفہؒ ہے
میں حنفی ہوں، مرے دل میں ولائے بوحنیفہؒ ہے

جھکاتے ہیں فقیہانِ زمانہ سر جہاں آ کر
وہ رشکِ آسماں دولت سرائے بوحنیفہؒ ہے

سراجِ بزمِ عرفاں ہیں، چراغِ راہِ ایماں ہیں
جہاں جس سے ہے روشن، وہ ضیائے بوحنیفہؒ ہے

عطا حق نے کیا ہے تابعیّت کا شرف ان کو
جو طالب ہے ہدایت کا، فدائے بوحنیفہؒ ہے

بنے شاگرد اُن کے، رہنما راہِ حقیقت کے
مسلّم دہر میں عزّ و عُلائے بوحنیفہؒ ہے

صدارت کا ملا منصب اُنھیں بزمِ شریعت میں
جہانِ علم کی عظمت برائے بوحنیفہؒ ہے

امامِ اعظمِ اہلِ شریعت ہے لقب ان کا
نشانِ جادۂ حق نقشِ پائے بوحنیفہؒ ہے

پیاس اپنی بجھائیں تشنگانِ علمِ دیں آ کر
کھلا شام و سحر بابِ عطائے بوحنیفہؒ ہے

خدا کے فضل سے، ختمُ الرسلؐ کی چشمِ رحمت سے
زباں محمودؔ کی وقفِ ثنائے بوحنیفہؒ ہے

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

جس کے دل میں اُلفتِ سرکارِ جیلانیؒ نہ ہو
بالیقیں اس کی نظر میں نورِ ایمانی نہ ہو

گر شہِ بغداد کے در کی گدائی ہو نصیب
خواہشِ دنیا، تمنّائے جہاں بانی نہ ہو

منزلِ عرفانِ حق کو کس طرح پائیں گے ہم
غوثِ اعظمؒ کا اگر فیضانِ روحانی نہ ہو

ہو نہ گر وِردِ زباں اسمِ گرامی آپ کا
درد کا درماں نہ ہو، مُشکل کی آسانی نہ ہو

تھا یہی منشائے حق بہرِ محمدؐ مصطفیٰ
غوثیت میں عبدِ قادر کا کوئی ثانی نہ ہو

جب ہوئی بغداد کی گلیوں کی مٹّی زیبِ سر
پھر ذرا کیوں معصیت کاروں کی پیشانی نہ ہو

حرزِ جاں تعلیمِ غوثِ پاک ہونی چاہیے
یہ جو ہو، پھر ہم کو کوئی بھی پریشانی نہ ہو

ہے یہ ناممکن، رسائی ہو ریاضِ خُلد تک
کوچۂ غوث الورٰیؒ کی خاک اگر چھانی نہ ہو

میں اُٹھا سکتا نہیں محمودؔ لطفِ زندگی
لُطف فرما مجھ پہ گر وہ غوثِ صمدانیؒ نہ ہو

حضرت محی الدین جیلانی علیہ الرحمہ

حق نگر ہیں، حق نما ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
جانشینِ مصطفیٰؐ ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
دافعِ رنج و بلا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
میرے دل کا آسرا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
اتباعِ سُنّتِ خیرُ الوریٰؐ اُن کا عمل
بے نیازِ ماسوا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
بے تخصّص آپ کا صدقِ مقال اور صدقِ حال
صدرِ اربابِ وفا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
گردنیں سب اولیاؒ کی آپ کے زیرِ قدم
پیشوائے اولیا ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
دین کے داعی ہیں، مُحیُ الدّین ہے ان کا لقب
مشعلِ راہِ ہُدیٰ ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
معرفت کا، عِلم کا اک بحرِ ناپیدا کنار
رہنما ہے رہنما ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
ہیں وہی محمودؔ علم و معرفت کا آفتاب
نائبِ خیرُ الوریٰؐ ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ

حضرت عبدُالقادِر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

معرفت کے سب مدارج کے ہیں محرم دستگیرؒ
نائبِ خیرُ الوریٰؐ ہیں غوثِ اعظم دستگیرؒ
رازدارِ سِرِّ وحدت، آشنائے معرفت
غوثِ اعظمؒ ہیں برائے ابنِ آدم دستگیر
روح و دل پر یُوں تو عصیاں کے ہیں گھاؤ بے شمار
مصطفیٰؐ کے فضل سے لیکن ہیں مرہم دستگیرؒ
فاطمہؓ حضرتؒ کی ماں کا نام ہے، پھر کیوں نہ ہوں
رونقِ بزمِ ولایت، روحِ عالم دستگیر
آپ کے اخلاق کا چرچا زمانے بھر میں ہے
راست گفتاری کے ہیں رِہرِ معظّم دستگیرؒ
صاحبِ کشف و کرامت، قطبِ اقطابِ جہاں
ہر گرفتارِ مصائب کے ہیں ہمدم دستگیرؒ
ہیں کرم فرما غلامانِ رسولؐ پاک پر
دشمنانِ مصطفیٰؐ پر گر ہیں برہم دستگیرؒ
ڈوب ہی جائیں کہیں قعرِ ضلالت میں، اگر
ہو نہ مُحیُ الدین کی تعلیم پیہم دستگیر
آپ کا محمودؔ ہوں، مجھ پر بھی چشمِ لطف ہو
دُور فرما دیجیے گا میرے سب غم دستگیرؒ!

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

ہر لحظہ خُدا کی کر کے ثنا مخدوم علی بن عثماںؒ نے
کی توصیفِ مہمانِ دَنا مخدوم علی بن عثماںؒ نے

اصلاح و ہدایت کی جانب ہندی نہ قیامت تک آتا
کرکے یہ دکھایا ہے داتا مخدوم علی بن عثماںؒ نے

بُت پوجنے والے لوگوں کو توحید پرستی میں ڈھالا
سینوں کو منوّر کر ڈالا مخدوم علی بن عثماںؒ نے

اس برّصغیر میں داتاؒ نے اسلام کا پرچم لہرایا
یہ مرتبہ خالق سے پایا مخدوم علی بن عثماںؒ نے

چِلّہ تو معین الدینؒ کو بھی اِس روضے پر کرنا ہی پڑا
خواجہؒ کو دیا اعزاز بڑا مخدوم علی بن عثماںؒ نے

فیضانِ علی ہُجویریؒ سے ملتی ہے نگاہ و دل کو جِلا
مدحت کا دیا یہ ہم کو صِلہ مخدوم علی بن عثماںؒ نے

محمودؔ جہاں کو بتلایا، ہے کون نبیؐ ہے کون خُدا
اقطابِ جہاں کے راہ نُما مخدوم علی بن عثماںؒ نے

حضرت خواجہ غریب نواز نوّر اللہ مرقدہ

ہماری زندگی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں
پیامِ سرخوشی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

وہ جن کو ہم معینِ ملتِ اسلام کہتے ہیں
وہ باعظمت ولی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

فضا اجمیر کی روشن ہے اب تک ان کے جلووں سے
تصوّر میں ابھی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

مئے عرفاں کے جُرعہ کش نہ کیوں ہوں مستفید ان سے
طلب عُشّاق کی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

وہ جن کو تاجدارِ اولیا سب لوگ کہتے ہیں
وہی، بے شک وہی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

پتھورا کی عمل داری ہوئی تھی کالعدم جن سے
وہ عظمت ہند کی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

کواکب کی طرح اجمیر کے ذرے ہوئے روشن
اک ایسی چاندنی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

ہُوئے جن سے منوّر سرزمینِ ہند کے گوشے
وہ نورِ ایزدی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

لکھی محمودؔ میں نے منقبت فرطِ عقیدت سے
مِرے دل کی خوشی حضرت معین الدین چشتیؒ ہیں

حضرت سُلطان باھُو قدس سرہ العزیز

خدا کے ہاں ہے وقعت اِس قدر سلطان باھُوؒ کی
ستائش کرتے ہیں جنّ و بشر سلطان باھُوؒ کی

اگر ہو جائے احقر پر نظر سلطان باھوؒ کی
ثنا کرتا رہوں میں عمر بھر سلطان باھوؒ کی

بس اک نقطے سے "یا ھُو" نام ہو سکتا ہے "باھو" کا
حقیقت پائیں گے کیا بے بصر سلطان باھوؒ کی

ہوئے فیضانِ سرکارِ دوعالمؐ سے امام اپنے
ہر اک نیکی ہے مرہُونِ اثر سلطان باھوؒ کی

خدا کی ذات سے تحصیلِ علم ان کی خصوصیّت
کتابیں ڈیڑھ سو ہیں، بے خبر! سلطان باھوؒ کی

خداوندِ دوعالم بھی اُدھر نازل کرے رحمت
نگاہِ لطف ہو جائے جدھر سلطان باھوؒ کی

جھلکتا تھا رُخِ انور سے نُورِ علم و عرفاں بھی
نظر رہتی تھی اکثر عرش پر سلطان باھوؒ کی

وہ "من" کے فلسفی تھے، دل کی آنکھوں سے اگر دیکھو
ملے گا شاعری میں اک اثر سلطان باھوؒ کی

اگل ڈالے خزانے معرفت کے آپ کے دل نے
نظر لائی حقیقت کے گہر سلطان باھوؒ کی

وہ نکلے تھے تلاشِ "ھُو" میں آخر ہو گئے باھو
گواہی دے رہے ہیں خشک و تر سلطان باھوؒ کی

رہا کرتا تھا طاری اُن پہ جذب و کیف کا عالم
یہی حالت رہی شام و سحر سلطان باھوؒ کی

مبلّغ تھے شریعت کے، طریقت کے بھی تھے سالک
یہی تھی زندگی المختصر، سلطان باھوؒ کی

رہے بایزید کے نورِ نظر ھُو کی معیّت میں
کہ مادر راستی تھی سر بہ سر سلطان باھوؒ کی

صدف لاتے تھے وہ من کے سمندر کے تعمّق سے
اِسی عالم میں ہوتی تھی بسر سلطان باھوؒ کی

اکابر اولیاؒ کے دل سے اے محمودؔ گر پوچھو
حیاتِ پاک ہے بس معتبر سلطان باھوؒ کی

حضرت محبؒ النبیؐ فخرِ جہاں علیہ الرحمہ

مرکزِ روحانیاں ہیں فخرِ دیں، فخرِ جہاںؒ
قلب و جاں پر حکمراں ہیں فخرِ دیں، فخرِ جہاںؒ
مصدرِ عشق و طریقت، عالمِ دیں، قطبِ وقت
رحمتِ حق کا نشاں ہیں فخرِ دیں، فخرِ جہاںؒ

رہنمائے دین و دنیا آقا فخر الدینؒ ہیں
رحمتِ خلاقِ عالم گویا فخر الدینؒ ہیں
چشتیوں ہی کے لیے مختص نہیں ان کے فیوض
پیشوا سب اہلِ دیں کے خواجہ فخر الدینؒ ہیں

سکونِ روح ہیں، دل کا قرار فخرِ جہاںؒ
نبیؐ کی رحمتوں کا اختصار فخرِ جہاںؒ
کرے گا ناز مرے اوج پر مقدّر بھی
جو خادموں میں ہو میرا شمار فخرِ جہاںؒ!

یہ دل نشیں جو قلب کے نقش و نگین ہیں
یہ ہے مکان، فخرِ دیںؒ اس کے مکین ہیں
حضرت مہارویؒ بھی ہوئے جن سے فیض یاب
فخرِ جہاں، محبِ نبیؐ، فخرِ دینؒ ہیں

یوں تو کرتے ہیں مدد ہر روز و شب فخرِ جہاںؒ
دل میں ہو عشقِ نبیؐ ملتے ہیں تب فخرِ جہاںؒ
دُنیوی آلائشوں سے بھی تو ملتی ہے نجات
حشر کو بھی ہوں گے ہم سب کی طلب فخرِ جہاںؒ

خدا کی عنایت محبؒ النبیؐ
ولایت کی عظمت محبؒ النبیؐ
مرے مقتدا، میرے ممدوح ہیں
سراپائے رحمت محبؒ النبیؐ

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ

ہے نامِ پاک شیخ احمد، مجدد الفِ ثانیؒ کا
جہاں ہے معتقد بے حد مجدد الفِ ثانی کا

مٹا ڈالے وہ فتنے، راہِ حق میں جو ہوئے پیدا
کہ تھا احیائے دیں مقصد مجدد الفِ ثانی کا

تصوّف کی کتابوں میں ہیں "مکتوبات" ارفع تر
ہر اک مکتوب ہے سرمد مجدد الفِ ثانی کا

جہاں سے ہمہمہ "دینِ الٰہی" کا مٹا ڈالا
اثر تھا یہ بہ شدومد مجدد الفِ ثانی کا

ہوئی سازش رحیم و رام کو جب ایک کہنے کی
تو تھا کردار رہ میں سَد مجدد الفِ ثانی کا

تصوّر ایک مسلم قومیت کا آپ نے بخشا
کرم ہے قوم پر بے حد مجدد الفِ ثانیؒ کا

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ السامی

یہ کس کا نام نامی آ گیا محمودؔ ہونٹوں پر
کہ جذباتِ عقیدت جاگ اُٹھے انگڑائیاں لے کر
انھی کے دم سے ہیں روشن جہانِ عشق کے انجم
کہ ہیں احمد رضا خاں چرخِ الفت کے مہِ انور
مُجدِّد دین و ملت کے، امامِ اہلِ سُنّت ہیں
زمانہ ان کے در پر جبہہ سا ہے وجد میں آ کر
ثنا و مدحتِ آقاؐ رہی تا زندگی جاری
تصدُّق رُوحِ نطق و معرفت اِس تر زبانی پر
ہمارے واسطے ہے ذکر ان کا باعثِ رحمت
کہ تھا صبح و مسا جن کے لبوں پر ذکرِ پیغمبرؐ
محاسن بیسیوں شعر و سُخن کے اِس میں دیکھو گے
رضا کی نعت کے ہر شعر میں پنہاں ہیں سو دفتر
کھلائے ہیں گلاب احمد رضا نے عشقِ احمدؐ کے
پڑی تھیں ایک مدت سے دلوں کی کھیتیاں بنجر
نگاہِ اعلیٰ حضرتؒ سے پیمبرؐ کا ثنا خواں ہوں
ہیں الطاف و عنایات و کرم اس ذات کے مجھ پر
علومِ دین و دنیا کے وہی تو منتہی ٹھہرے
بہ فیضِ سرورِ عالمؐ بہ فضلِ خالقِ اکبر

ریاضی، منطق و تاریخ و ہیئت میں مقام ان کا
نجوم و صرف و نحو و فلسفہ، جغرافیہ ازبر

شہِ جیلاںؓ کے نائب، پیشوا ہیں اہلِ ایماں کے
کلیمِ طورِ عشقِ مصطفیٰؐ ہیں، عاشقِ داور

سبق عشقِ رسولِؐ پاک کا گر سیکھنا چاہے
رضاؔ کے سامنے آ کر تو زانوئے ادب تہہ کر

امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرتؒ کا ثنا گر ہوں
زہے قسمت، اگر مقبول ہو یہ ہدیۂ احقر

احمد رضاؔ خاں بریلوی نوراللہ مرقدہ

جہانِ عشق کے روح و رواں احمد رضاؔ خاں ہیں
رہِ حق کے امیرِ کارواں احمد رضاؔ خاں ہیں

ہمارے صاحبِ اقلیمِ جاں احمد رضا خاں ہیں
محبت کا یقینِ بے گماں احمد رضا خاں ہیں

شہِ جیلاںؓ کے نائب، سرورِ کونینؐ کے خادم
عدو کے واسطے شیرِ ژیاں احمد رضا خاں ہیں

مجددِ بھی، محدث بھی، مفکر بھی، مفسر بھی،
ہمارے پیشوا فخرِ زماں احمد رضا خاں ہیں

رگ و ریشہ میں ان کے موجزن عشقِ پیمبرؐ ہے
نبیؐ کی نعت میں رطب اللساں احمد رضا خاں ہیں

وہ ہیں کشّافِ اسرارِ علومِ دین و دنیا بھی
کہ ناموسِ نبیؐ کے پاسباں احمد رضا خاں ہیں

ریاضی، فلسفہ، تاریخ و منطق کے شناسا ہیں
امیرِ محفلِ نکتہ وراں احمد رضاؔ خاں ہیں

نگاہوں میں ہے ان کی شخصیت کا احترام اب تک
دلوں کی سلطنت کے حکمراں احمد رضاؔ خاں ہیں

وہ ہیں اسلام کے شارح، ثنا گو شارعِ دیںؐ کے
وہیں لطفِ نبیؐ ہوگا، جہاں احمد رضا خاں ہیں

شریعت کا ہیں وہ کہسار، وہ قلزم طریقت کے
رموزِ معرفت کے رازداں احمد رضا خاں ہیں
صفر پچیس اور سن تیرہ سو چالیس مت بھولو
کہ جب واصل بہ ربِّ ایزداں احمد رضا خاں ہیں
ہُوئے ہیں رازدارِ سرِّ وحدت عشقِ آقاؐ میں
ثنا گوئے رسولِؐ دو جہاں احمد رضا خاں ہیں
ثنا گوئی کے شاہیں عندلیبِ گلشنِ رحمت
نبیؐ کے ساتھیوں کے ہم زباں احمد رضا خاں ہیں
رسولؐ اللہ سے محمودؔ الفت اصلِ ایماں ہے
محبت کے حقیقی ترجماں احمد رضا خاں ہیں

کون؟

کون ہے نعتِ نبیؐ میں ہم زباں جبریلؑ کا
مدحتِ آقاؐ میں ہے محمودؔ کا جو مقتدا
روح و جاں کی کیفیت کو رُوپ لفظوں کا دیا
کس نے لکھا اپنی تحریروں میں دل کا ماجرا
سایہ افگن سر پہ ہے کس کے ردائے مصطفیٰ
کلبۂ دل میں منور عکس کس کی چاہ کا
غوثِ اعظمؒ کی محبت کا سبق کس نے دیا
لامکانوں کے مکیں کا کس سے ملتا ہے پتا
کون ہے، جس کے فتاویٰ ہیں ہمارے رہنما
کس کے ملفوظات و تصنیفات کا ڈنکا بجا
قامتِ تخییل پر موزوں ہے کس کی منقبت
میرے ہونٹوں پر شبانہ روز ہے کس کی ثنا
دولتِ عشقِ پیمبرؐ کس کو حاصل ہوگئی
گنجِ استغنا سے کون اس درجہ بہرہ ور ہوا
زندگی ہے سینۂ سوزاں میں کس کے نام سے
ہے رواں سکّہ دلِ مسلم کس کے کام کا

بستیٔ اوہام آخر کس کی کوشش سے مٹی
منزلِ ایقان و عرفاں کا ملا کس سے پتا

سایۂ اشجارِ یادِ ارضِ طیبہ کے تلے
ذکرِ آقاؐ کی رِدا میں کون ہے سویا ہوا

کس کی آنکھوں کے کنول شاداب تھے، شاداب ہیں
یادِ خالق کے سمندر میں بہ ہر صبح و مسا

کون تھا، لکھتا رہا جو خامۂ احساس سے
لوحِ اخلاص و محبت پر حروفِ خوشنما

زندگی کس کی رہی اک اک بُرائی کی حریف
معرکے میں حق و باطل کے یہ تھی کس کی صدا

کاٹ کر رکھ دی ہے کس نے فتنہ انگیزی کی جڑ
دیں کے ہر دشمن کا استیصال کس کا اِدّعا

جو فصیلِ قلعۂ باطل تھی، آخر ڈھے گئی
کام یہ کس صاحبِ عظمت کی ٹھوکر سے ہُوا

کس سے زنجیرِ تحجُّر کے پرخچے اُڑ گئے
پرچمِ انسانیت کس شخص نے اونچا کیا

الفتِ سرکارؐ کے کس نے کِھلائے ہیں گلاب
کس نے بخشش کے حدائق کا کیا ہے تذکرہ

کس کا ہر نکتہ ہے اَسرار و غوامض کا نقیب
کس کی تحریروں کا ہر فقرہ ہے معنیٰ آشنا

علم میں ہے کون ارفع، کس کے ہیں یہ خانہ زاد
ہیئت و توقیت بھی اور صَرف و نحو و فلسفہ

وارثِ علمِ نبوت ہے کہ ہیں اس کے اسیر
علمِ ہندسہ، منطق و تاریخ اور جغرافیہ

ہے جفر کا اور نجوم و زِیج کا عالم کون شخص
علمِ تفسیر و حدیث و فقہ جس پر ختم تھا

اس صدی کا جو ابھی گزری، مُجدِّد، سچ کہو
کون ہے اس بندۂ محبوبِ خالق کے سوا

وہ امامِ اہلِ سُنّت، عبقری اسلام کا
سیّدی احمد رِضا خاں وہ فنا فی المصطفیٰ

احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

واقفِ آدابِ حُسنِ بندگی احمد رضاؔ
عمر بھر کہتے رہے نعتِ نبیؐ احمد رضا

عاشق و شیدا نبیؐ کے اور مجدِدِ دین کے
ہیں امامِ اہلِ سنت، سیّدی احمد رضاؔ

دوست جو اخیارِ دیں کا اور آقاؐ کا نہ ہو
اس سے رکھتے تھے نہ قائم دوستی احمد رضا

ہم سوادِ اعظمِ اہلِ وطن ہیں، بے گماں
ہیں کرم فرما جو ہم پر آج بھی احمد رضا

تیغِ براں دشمنانِ مصطفیٰؐ کے واسطے
اور مسلماں کو پیامِ آشتی احمد رضا

آپ ہیں تلمیذِ رحماں، اس میں شک ممکن نہیں
نعت کی کرتے رہے ہیں شاعری احمد رضا

جو محبت سے، فقط اخلاصِ دل سے کھل اٹھے
گلشنِ طیبہ کی ہیں ایسی کلی احمد رضا

زندگی احمد رضا کی درد و عشقِ مصطفیٰؐ
درد و عشقِ مصطفیٰؐ کے مدعی احمد رضا

پیروی ان کے سوا محمودؔ مَیں کس کی کروں
راہبر کافی ہے مجھ کو ایک ہی۔ احمد رضاؔ

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ

مرے قلب و نظر میں ہے عقیدت اعلیٰ حضرتؒ کی
مجھے کافی ہے یارو، ایک نسبت اعلیٰ حضرت کی

ہوئی چشمِ کرم سرکارؐ کی احمد رضا خاںؒ پر
زمانے بھر پہ ہے روشن بصیرت اعلیٰ حضرتؒ کی

کوئی سرمایہ دار اُن سا نہیں دیکھا زمانے میں
رسولِؐ پاک کی الفت ہے دولت اعلیٰ حضرت کی

نبیؐ کے دشمنوں کو دشمنی ہے اعلیٰ حضرت سے
مسلمانوں کے دل پر ہے حکومت اعلیٰ حضرت کی

رسولِؐ پاک کی توہین کے جو مرتکب ٹھہرے
نہیں ان کے لیے کوئی رعایت اعلیٰ حضرت کی

مرے آقاؐ کے ہر عاشق کی نسبت ہے تو ان سے ہے
ذرا سوچو تو یہ ہے اک کرامت اعلیٰ حضرت کی

ہمارے واسطے محمودؔ ٹھہری فخر کا باعث
قیادت اعلیٰ حضرت کی، سیادت اعلیٰ حضرتؒ کی

اعلیٰ حضرت احمد رِضا خاں بریلوی رحمہ اللہ

نبیؐ سے عشق کی فرمائی پند احمد رِضا خاںؒ نے
مگر خود کو بھی رکھا کاربند احمد رِضا خاںؒ نے

سرِ حُسنِ عقیدت آپ کے آگے نہ کیوں خم ہو
کہ پایا ہے بڑا رتبہ بلند احمد رِضا خاں نے

کیا دینِ مبیں کی اصل کو ہر ایک پر ظاہر
اسی انسانیت کے دردمند احمد رِضا خاں نے

زبانِ بخل میں گر سیکڑوں کو "چند" گردانیں
کُتُب تصنیف فرمائی ہیں چند احمد رِضا خاں نے

ہم ان کے نقشِ پا پر چلنے والے ہیں، نہ بھولیں گے
ہمیں فرمائی ہیں جو چند پند احمد رِضا خاں نے

جو توہینِ نبیؐ میں شیرِ نر خود کو سمجھتے تھے
بنایا ان کو آخر گوسفند احمد رِضا خاں نے

ثنائے مصطفیؐ میں کبریا کے ہم زباں ٹھہرے
کہاں ڈالی ہے فطرت کی کمند احمد رِضا خاں نے

رہائی بندِ عشقِ شاہِ دیںؐ سے پا نہیں سکتے
کہ اس صورت سے جکڑا بند بند احمد رِضا خاں نے

خدا کے فضل سے، آقاؐ سے استمداد کے باعث
کیا ہم کو نبیؐ کا مستمند احمد رِضا خاں نے

بھرا دم الفتِ آقاؐ کا اور ان کے غلاموں کا
اسی میداں میں دوڑایا سمند احمد رِضا خاں نے

نہ کرتے تھے نبیؐ کے ذکر میں جو احترام ان کا
کیا آخر کو منہ ایسوں کا بند احمد رِضا خاں نے

نبیؐ کے نام لیواؤں پہ ہے لطف و کرم ان کا
کیا محمودؔ کو بھی ارجمند احمد رِضا خاں نے

حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپوری رحمہ اللہ

سعیٔ زہد و اِتقا آخر ثمرور ہو گئی
فضلِ خالق سے وہ سب مدّاحِ احمدؐ ہو گئے

جو مقدر کے سکندر تھے، جو قسمت کے دھنی
خوشہ چینِ حضرتِ شیرِ محمدؒ ہو گئے

خُدّامِ احمد رضاؒ

سرورِ دو جہاں، شاہِ ہر اِنس و جاں کے ثنا خواں ہیں خُدّامِ احمد رضا
عشقِ محبوبِ خلاقِ کونین کا آج عنواں ہیں خدامِ احمد رضا
آسماں کی نگاہوں نے دیکھا ہے یہ، چشمِ تبریک سے، حُسنِ توقیر سے
قافلہ عاشقانِ نبیؐ کا چلے تو حُدی خواں ہیں خدامِ احمد رضا
مصطفیٰؐ کے یہ الطاف و اکرام ہیں، جاگ اٹھے ہیں سُنّی بفضلِ خدا
آج شیطان رگر یہ کُناں ہو گیا اور خنداں ہیں خدامِ احمد رضا
اعلیٰ حضرتؒ کا یومِ وصال آ گیا، جن کا اطرافِ عالم میں تذکار ہے
اپنی قسمت پہ سرکارؐ کے فیض سے آج نازاں ہیں خدامِ احمد رضا
باعثِ کُن فکاں میرے سرکارؐ ہیں، عالم عالم ثنا خوانیاں اُن کی ہیں
پھول مدحت کے لیکن جہاں بھی رکھلے، بوئے بُستاں ہیں خُدّامِ احمد رضا
جو مُخالف تھے تکریمِ سرکارؐ کے، اعلیٰ حضرتؒ نے ہرگز نہ چھوڑا انہیں
دشمنانِ نبیؐ کے لیے آج بھی تیغِ عُریاں ہیں خُدّامِ احمد رضا
ہم سگانِ درِ کعبؓ و حسّانؓ ہیں اور غلامانِ بوصیریؒ مفتخر
مدح گویانِ سرکارؐ ہیں یہ سبھی، پھر ثنا خواں ہیں خُدامِ احمد رضا
ان کی رفعت کو محمودؔ پاؤ گے کیا، جن پہ احمد رضا خاں کا فیضان ہے
خاکِ راہِ غلامانِ سرکارؐ پر دل سے قرباں ہیں خُدّامِ احمد رضا

مناقبِ اعلیٰ حضرتؒ کے

میری نظروں میں ہیں ارفع مراتب اعلیٰ حضرتؒ کے
میں ہر صبح و مسا لکھوں مناقب اعلیٰ حضرتؒ کے
جنہیں ان سے محبت ہے، انھیں ہے عشق آقاؐ سے
رسولِ پاکؐ کے طالب ہیں طالب اعلیٰ حضرت کے
نبیؐ کے اس ثنا خوان ازل کا مدح خواں میں ہوں
ملیں الفاظ گر مجھ کو مناسب اعلیٰ حضرت کے
بس اک لمحہ میں خُدّامِ نبیؐ میں ہو شمار اپنا
صبا پیغام لے جائے جو جانب اعلیٰ حضرت کے
ہوئی رحمت خدا کی، ہو گیا لطف و کرم ان پر
ہیں چشمِ لطفِ احمدؐ میں مناصب اعلیٰ حضرت کے
محافظ اعلیٰ حضرتؒ عزت و ناموس آقاؐ کے
اسی باعث ہیں ہم سب لوگ حاجب اعلیٰ حضرت کے
ہو ادراکِ عُلُوِّ مرتبت محمودؔ کو کیسے
نظر میں قدسیوں کے ہیں مراتب اعلیٰ حضرتؒ کے

مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ

امیرِ دین و ملت مولانا سردار احمدؒ ہیں
مہرِ رُشد و ہدایت مولانا سردار احمدؒ ہیں
جنابِ اعلیٰ حضرتؒ کے تلطّف سے، عنایت سے
امامِ اہلِ سنت مولانا سردار احمد ہیں
گلستانِ شہرِ طیبہ کی کیوں قائم نہ ہو رونق
گُلِ الفت کی نکہت مولانا سردار احمد ہیں
نبیؐ سے عشق و الفت ہی اگر وجہِ تصادُم ہو
دلیلِ فتح و نصرت مولانا سردار احمد ہیں
ہمارا مسلکِ حق و صداقت جس پہ قائم ہے
وہ آئینِ محبت مولانا سردار احمد ہیں
مکینِ گنبدِ خضرا سے الفت ہے مسلماں کو
اور اس الفت کی قیمت مولانا سردار احمد ہیں
غلامانِ رسولِؐ پاک کے تذکارِ والا میں
سراپائے عقیدت مولانا سردار احمد ہیں
نبیؐ سے عشق کی رہ پر چلانے کے لیے سب کو
پیامِ حق کی دعوت مولانا سردار احمد ہیں
خدا کے فضل سے محمودؔ پاکستان و بھارت میں
امینِ سرِّ وحدت مولانا سردار احمدؒ ہیں

شہیدِ اہلِ سُنّت مولانا عبدالقادرؒ

یہ خوش بختی ہے یاد آنا شہیدِ اہلِ سُنّت کا
کہ میں نے رُتبہ پہچانا شہیدِ اہلِ سنت کا
ہے تذکارِ ابوالفضل آج بھی جاری زبانوں پر
قلم پر میرے افسانہ شہیدِ اہلِ سنت کا
ہُوا وہ مصطفیٰؐ کا، عشق و الفت ہو گئے اس کے
کہ جس نے بھی کہا مانا شہیدِ اہلِ سنت کا
رہے وہ سنتِ سرکارِؐ والا پر عمل پیرا
بڑا نقصان ہے، جانا شہیدِ اہلِ سنت کا
شرابِ کوثر و تسنیم کی نہریں ہیں یاں جاری
کُھلا ہے اب بھی میخانہ شہیدِ اہلِ سنت کا
رہِ عشقِ پیمبرؐ سے گزرنا یاد رکھتا ہوں
بہ اندازِ شہیدانہ شہیدِ اہلِ سنت کا
ہو باطل جب کبھی مدِّ مقابل، ذہن میں رکھو
عدوئے دیں سے ٹکرانا شہیدِ اہلِ سنت کا
اُسے کیا دین سے الفت، رموزِ حق وہ کیا جانے
نہیں جو شخص دیوانہ شہیدِ اہلِ سنت کا
شہود و شاہد و مشہود کی وہ شمعِ محفل ہیں
میں ہوں محمودؔ پروانہ شہیدؒ اہلِ سنت کا

حضرت فضلِ عثمان مُجدّدی علیہ الرحمہ

لوگ جو شاملِ بزمِ عرفان ہیں
حق سے ان کی شفاعت کے سامان ہیں

ہم پہ پرتو فگن رحمتِ کبریا
لطف زا دونوں عالم کے سُلطانؐ ہیں

ذکرِ تفضیلِ بُوبکرؓ و فاروقؓ ہے
ہم پہ الطافِ عُثمانِ عفّانؓ ہیں

یادِ شیرِ خداؓ حرزِ جاں بن گئی
پنج تنؓ سایہ افگن بہر آن ہیں

آج عنوانِ مدحت بہ فضلِ خدا
ابنِ فضلِ عمرؒ، فضلِ عثمانؒ ہیں

فضلِ عثمان، صدرُ المشائخ ہیں جو
مدح خواں ان کے ہم با دل و جان ہیں

شیخِ اسلام اور رہبرِ دین ہیں
کاروانِ کرم کے حُدی خوان ہیں

سارا ہندوستاں معتقد ان کا ہے
نام لیواؤں میں ان کے، افغان ہیں

استقامت کا اک اک سبق دے دیا
کس قدر آپؒ کے ہم پہ احسان ہیں

مہرِ کابل کی ہیں یہ ضیا پاشیاں
اپنے دل میں جو انوارِ ایمان ہیں

شمعِ تعلیمِ سُنّت ہے روشن یہاں
قلب میں علم و عرفاں کے ارمان ہیں

حافظِ ملتؒ کی ذات

رہنمائے اہلِ سُنّت حافظِ ملتؒ کی ذات
تھی عزیزِ ملک و ملت حافظِ ملت کی ذات

شمعِ علمِ حضرتِ صدرُ الشریعہؒ کی ضیا
جانشینِ اعلیٰ حضرتؒ حافظِ ملت کی ذات

ہے حکیمِ امتِ مرحوم، نبّاضِ حیات
وجہِ استیصالِ بدعت حافظِ ملت کی ذات

نازشِ اَسلاف، فخرِ عالمانِ دیں رہی
تاجدارِ شہرِ عظمت حافظِ ملت کی ذات

ہے امینِ علم و دانش، رازدارِ معرفت
واقفِ سرِّ محبت حافظِ ملت کی ذات

شہر یارِ کشورِ علم و یقین و معرفت
گنجِ دانش، دُرجِ حکمت حافظِ ملت کی ذات

عارفِ حق، عالمِ دیں، صدرِ اربابِ کمال
مظہرِ صدرِ شریعت حافظ ملت کی ذات

تشنگانِ معرفت کی پیاس بُجھتی تھی جہاں
تھی وہ دریائے طریقت حافظِ ملت کی ذات

عاملِ شرعِ متین و نازشِ اہلِ یقیں
پاسبانِ دین و ملت حافظِ ملتؒ کی ذات

اولیاءِ نقشبند رحمہم اللہ

حاملانِ سرِّ وحدت اولیاءِ نقشبندؒ
رازدارانِ حقیقت اولیاءِ نقشبند

حامیانِ دینِ حق ہیں بے نیازِ ماسوا
ماحیانِ شرک و بدعت اولیاءِ نقشبند

رہنمایانِ شریعت، رہبرانِ معرفت
باعثِ فیضان و رحمت اولیاءِ نقشبند

ہر قدم ان کا اٹھا احیائے دیں کے واسطے
رہروانِ راہ سنّت اولیاءِ نقشبند

ہے تخصّص ان کا صدقِ حال اور صدقِ مقال
علم و عرفاں کی روایت اولیاءِ نقشبند

اتباعِ سرورِ کونینؐ ان کی زندگی
رات دن وقفِ عبادت اولیاءِ نقشبند

راہِ عشقِ مصطفیٰؐ کے راہرو کیونکر نہ ہوں
رکھتے ہیں نورِ بصیرت اولیاءِ نقشبند

رونقِ بزمِ ولایت ان کے انوار و فیوض
حُسنِ دستارِ فضیلت اولیاءِ نقشبند

اقتضائے وقت ہے ان کا تتبّع دین میں
منبعِ رُشد و ہدایت اولیاءِ نقشبند

میں نہ کیوں محمودؔ روز شب رہوں مدحت سرا
ہیں ثناگوئے رسالتؐ اولیاءِ نقشبندؒ!

مناقبِ شہیدانِ ناموسِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء)

یہ محبت کا تقاضا ہے، مرے محبوب کو
نظرِ بد سے جو بھی دیکھے، اس کے دیدے پھوڑ دو
باحمیّت اہلِ دیں سے بھی یہی کہتا ہوں مَیں
وہ فنا فی النّار کردیں شاتمِ سرکارؐ کو

جس کو ہو ادراک ان کے مرتبے کا، حق یہ ہے
وہ مقدر کا سکندر ہے، وہ قسمت کا دھنی
ہوگیا وہ بارگاہِ ایزدی میں سرفراز
سرورِ کونین کی حُرمت پہ جس نے جان دی

مٹ نہیں سکتے کبھی تم، مَر نہیں سکتے کبھی
تم پہ غالب آ نہیں سکتی جہاں کی کوئی شے
دل میں روشن ہے اگر آقاؐ کی الفت کا چراغ
حفظِ ناموسِ نبیؐ کا داعیہ گر دل میں ہے

بہشت پاؤں پڑے اور فلک سلام کرے
بسا ہوا جو نگاہوں میں ہو نبیؐ کا جمال
جو ہو محبتِ سرکارؐ ضوفگن دل میں
جو ہو تحفظِ ناموسِ مصطفیٰؐ کا خیال

شہیدانِ ناموسِ رسالت

شان اُن کی بڑی، ان کا رُتبہ بڑا جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں
اُن پہ لطف و کرم خاص اللہ کا جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

عشق کا مُنتہا جان کا ہارنا راز ہم پر یہ افشا انھوں نے کیا
منزلِ زیست کے ہیں وہی رہنما، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

جب بھی فتنہ اٹھا، یہ مِٹاتے گئے، جاں لُٹاتے گئے، سرکٹاتے گئے
ان پہ حُرمت نبیؐ کی ہوئی آشنا جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

ان سے خائف ہوئی موت، ڈرتی رہی، جھینپ سا ہوگئی، پاؤں پڑتی رہی
ڈرنے والے اجل سے کہاں ہیں بھلا جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

کیسی الفت نبھائی ہے سرکارؐ سے، کس محبت سے لپٹے ہیں وہ دار سے
پائیں گے خود پیمبرؐ سے اس کا صلہ، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

رہ نوردانِ راہِ طلب! جان لو یہ حقیقت، کہ ہے دوقدم، مان لو
ان کے مدفن سے فردوس کا فاصلہ، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

آؤ مل کر چلیں ان کے مرقد پہ ہم، ہوں مؤدّب، پڑھیں فاتحہ دم بدم
ان سے ٹوٹے نہ یہ ربط، یہ سلسلہ جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

سرنگوں، لرزاں، حیراں نظر آئی جب، ماسوا چند لوگوں کے مخلوق سب
شان ان کی ذرا حشر میں دیکھنا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

حق کے محبوب ٹھہرے، ہوئے اولیا، ان کو سرکارؐ کا قُرب حاصل ہوا
ہے انھیں خوف کس کا، انھیں حُزن کیا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

شاتمانِ نبیؐ کا مخالف رہوں، جان حرمت پہ سرکارؐ کی وار دوں
جاؤں، کرلوں انھیں رہبر و رہنما جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

میرے دل میں محبت نبیؐ کی رہے، دشمنانِ نبیؐ سے عداوت رہے
کر عطا ان کا جذبہ مجھے اے خدا، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

رُشدیِ لعنتی میرے ہاتھوں مَرے، یہ سعادت خدایا، مجھے بخش دے
اُن کا مل جائے محمود کو راستہ، جو شہیدانِ ناموسِ سرکارؐ ہیں

غازی علم الدین شہیدؒ

عظمتِ کردار اس کی، رتبہ علم الدینؒ کا
حشر میں جھنڈا نمایاں ہوگا علم الدینؒ کا

دین کی دولت میں اس سے کون بازی لے سکا
عشقِ آقاؐ جب رہا سرمایہ علم الدینؒ کا

اللہ اللہ! چڑھ گیا سُولی پہ وہ کس شان سے
میرے آقاؐ کی رضا، منشا تھا علم الدینؒ کا

یہ شہادت ہے، اسے کہیے حیاتِ جاوداں
زندگی کا مُنتہا ہے مرنا علم الدینؒ کا

نعمتیں اللہ کی کیا کیا نہ اس کو مل گئیں
باغِ فردوسِ بریں ہے گویا علم الدینؒ کا

اس کا ماضی، حال اس کا، جانِ مستقبل ہے وہ
ہمدمو! امروز اس کا، فردا علم الدینؒ کا

پرچمِ ناموسِ آقاؐ کر دیا اس نے بلند
حشر تک لہرائے گا اب جھنڈا علم الدینؒ کا

تذکرہ کیا سطوتِ شاہی کا اُس کے سامنے
شان اس کی، اس کی شوکت، رتبہ علم الدینؒ کا

جان کھو بیٹھا، لکھی تھی جس نے "رنگیلا رسول"
تھا مُقدّر کا لکھا اور کرنا علم الدینؒ کا

باوجودِ معصیت لاہور جو مامون ہے
چترِ داتاؒ کا ہے اس پر، سایہ علم الدینؒ کا

حفظِ ناموسِ نبیؐ اعزاز سا اعزاز ہے
اس کی ٹھوکر میں زمانہ، عقبیٰ علم الدینؒ کا

کیوں نہ ہوگی مغفرت محمودؔ میری حشر میں
واسطہ خالق کو جب میں دُوں گا علم الدینؒ کا

غازی مُرید حسین شہیدؒ

تجھ سے ہے میرے فن کی زیب وزَین — تجھ پہ واری جلالتِ کونین
نام سے تیرے ہے سکینتِ دل — ذکر تیرا کروں تو پاؤں چین
تو جری ہے اے ابنِ عبداللہ — اے غلام عائشہ کے نورِ عین
مار ڈالا نبیؐ کے شاتم کو — زندہ باد اے میاں مرید حسینؒ
حرمتِ مصطفیٰؐ پہ جاں دے کر — تو نے پائی ہے عظمتِ دارین
سب کو معلوم ہے' گزرتے تھے — عشقِ سرکارؐ میں ترے دین رین
ان کی حُرمت کا تو محافظ تھا — جو کہ ہیں وجہِ خلقتِ کونینؐ
تو شہادت کی راہ کا راہی — رہنما تیرے مرتضیٰؓ و حسینؓ
کافروں کے گھروں میں آہ وبُکا — دم سے تیرے ہے سب یہ شوروشین
شاتموں کے دلوں سے اٹھتے ہیں — تیرے کردار کی بدولت بین
تو بھی چکوال کا تھا' میں بھی ہوں — ہے گزارش بنامِ جدِّ حسینؓ

قلع قمع کروں میں رُشدی کا
مجھ کو دے حوصلہ مُرید حسینؒ!

تلہ گنگ کا غازی۔ میاں مُحمّدؒ شہیدؒ

یہ قصرِ کُفر و ضلالت آخر کو اب تزلزُل میں آ گیا جو
میاں محمدؒ نے قتل شاید ،کیا چرن داس ڈوگرے کو
رسولِؐ اکرم کی شانِ اقدس میں کی تھی گستاخی اس شقی نے
جو اس کا واحد علاج ممکن تھا' کردیا عاشقِ نبیؐ نے
وہ پہلی گولی سے مَرگیا تھا' پر اس نے نو اور بھی چلائیں
پھر اس کے مُردہ خبیث لاشے پہ ضربیں سنگین کی لگائیں
کیا جہنم رسید اس کو' غرور توڑا خباثتوں کا
ہُوا ہے بنیاد ایک جذبہ ہمیشہ ایسی سعادتوں کا
سعادت آثار و جاں سپار و دلیر' مشغول حُبِّ احمدؐ
ہمارے آقاؐ کا پیارا بندہ' ہمارا محسن میاں محمدؒ
یہ استقامت کا ہے ہمالہ' جواں جو بائیس سال کا ہے
کہ فاتحِ موت و زندگی ہے جو فتح بیگم کا لاڈلا ہے
محبّتوں کے جِلَو میں اس نے شقاوتوں کے نگر کو لُوٹا
کہ اس کے چھوڑے ہوئے مزائیل سے شاتمیت کا قلعہ ٹُوٹا
جواں تلہ گنگ کا' جیالا وہ میرے آبائی ضلع کا ہے
نشاں وہ چکوال کی شہامت کا اور غیرت کا بن گیا ہے
جہاں بھی اٹھا ہے فتنہ ایسا' کوئی تو اٹھا اسے دبانے
نبیؐ کی حرمت کا جھنڈا اونچا ہمیشہ رکھا مرے خدا نے

قاضی عبدالرشید شہیدؒ

سرکارؐ تجھ سے خوش ہیں، اللہ تجھ سے راضی - عبدالرشید قاضیؒ
فردا ترا ہے روشن، ضَو بار تیرا ماضی - عبدالرشید قاضیؒ
ہے ذکر ترا ہر جا، تو ہے شہید و غازی - عبدالرشید قاضی
تو مر مٹا نبیؐ پر، تو لے گیا ہے بازی - عبدالرشید قاضی
بالا ہے نہ فلک سے تیرے قدم کی پستی - اے جانِ حق پرستی
تو رمز آشنائے ہر نیستی و ہستی - عبدالرشید قاضی
تو الفت و وفا و اخلاص کی نشانی - ایثار کی کہانی
اے دُرجِ حرفِ محرم، اے معدنِ معانی - عبد الرشید قاضی
اک شردھا نند لایا شُدّھی کی جب بُرائی - ظلمت دلوں پہ چھائی
جرأت دکھائی تو نے، بنیاد اس کی ڈھائی - عبد الرشید قاضی
چھبیسؔ سن میں پھانسی دِلّی میں کس نے پائی - اے نقشِ حق نمائی
سبطِ نبیؐ نے کس کو یہ راہ تھی سجھائی - عبد الرشید قاضی
سر ہو گیا قلم پھر، فصلِ قلم جو بوئی - اے پیکرِ نکوئی!
ہے خوش نصیب تجھ سا بھی خوشنویس کوئی؟ - عبد الرشید قاضی
چاکر عوام تیرے، ہیں خواص بھی سلامی - محمودؔ سے بھی عامی
پائندہ فکر تیرا، تیرا عمل دوامی - عبد الرشید قاضیؒ

غازی عبدُالقیّوم شہیدؒ

نورِ نظر تھا عبداللہ کا، آقاؐ کا شیدائی تھا
مرگ و زیست کا اک اک نکتہ اُس پر حق نے کھول دیا
نام اس کا عبدالقیّوم تھا، شیدائی تھا آقاؐ کا
نتھو رام کو بھری عدالت میں جس نے فی النّار کیا
نامعقول دلائل سارے، گستاخانہ باتیں تھیں
"تاریخِ اسلام" میں نتھو رام نے جو بھی تھا لکھا
وار کیا جب آقاؐ کے ناموس پہ ظالم، شاتم نے
پھر غازیؒ کے غیظ و غضب سے وہ کیسے بچ سکتا تھا
پیشِ عدالت ٹھانی تھی، کچھ اپنے لکھے پر بات کرے
بات بنی غازیؒ کی لیکن، اُس کو خنجر گھونپ دیا
شاتمِ آقاؐ کو جب مارا، ملکی عدالت نے اس پر
سزا سنائی موت کی اس کو، اس کو لائقِ دار کیا
غازیؒ کا تاریک سا کمرہ سنٹرل جیل کراچی میں
بقعۂ نور بنا تھا سچ مچ، پہرے داروں نے دیکھا
سن انیس سو پینتیس میں پائی تھی شہادت غازیؒ نے
غازی قصبے کا یہ باسی میوہ شاہ میں دفن ہُوا

غازی محمد صدیق شہیدؒ

غیرتِ دینی کا مظہر، واقفِ رسمِ وفا
حفظِ تقدیسِ نبیؐ جس کا سدا شیوہ رہا
بابِ ناموسِ رسولِؐ ہاشمی جس پر کھلا
قربِ حاصل جس کو محبوبِؐ خدا کا ہو گیا
نامِ نامی اُس جری انسان کا صدیقؒ تھا

آ گیا فیروز پور سے پالامل کو مارنے
قتل کر ڈالا اُسے اِس مردِ با کردار نے
آخر آخر منہ کی کھائی کفر کی یلغار نے
خواب میں یہ کام سونپا اس کو خود سرکارؐ نے
حکم کی تعمیل نے اس کا بڑھایا مرتبہ

عائشہ بی بی کے بیٹے کو ملی آخر نوید
نقشبندی سلسلے کا جو تھا اک فردِ فرید
پالا مل کو مارکر، خود مر کے، لی جنت خرید
ہو گیا ناموسِ سرکارِ دو عالمؐ پر شہید
خالقِ کونین کو اس کی پسند آئی ادا

غازی محمد عبداللہ شہیدؒ

نام عبداللہؒ، قوم انصاری
شمعِ ناموس کا تھا پروانہ
سُن کے پھانسی کا حکم "منصف" سے
کیوں نہ پڑھتا نمازِ شکرانہ

حُرمتِ آقاؐ پہ ہو قربان، لازم تھا اسے
خواب میں سرکارؐ نے خود حکم جب اُس کو دیا
قتل غازیؒ نے کیا چلچل کو اور دلجیت کو
وہ تھی وجہِ ارتداد، اور یہ تھا مرتد بے حیا

ایک بے غیرت کہ بدقسمت بھی تھا، بے راہ بھی
پہلے تھا نورِ محمد، پھر وہ چلچل سنگھ بنا
اور ڈھایا اک ستم، سرکارؐ کی توہین کی
کیوں نہ غازیؒ قتل کرتا اس کو، سو اُس نے کیا

سلمان رُشدی کا قاتل

وہ ایک لمحہ

وہ وقت پر حکمران لمحہ

کہ جب عزیمت کی جرأت افزا منڈیر پر جھلملاتے دیپک

اُگائیں گے روشنی کی فصلیں

دھنک جمے گی فضا میں ہر سُو، محافلِ رنگ و نور ہوں گی

زمانے بھر میں اجالا ہو گا

اجالا ہو گا سعادتوں کا

سعادتوں کا اجالا ہو گا جسارتوں سے

جسارتیں

جو محبتوں کی نقیب ہوں گی

جو میرے آقا کی عزتوں اور حرمتوں کا نشاں رہیں گی

جسارتیں جو علم اٹھائیں گی حفظِ ناموسِ مصطفیٰ کا

جسارتیں جو گلا دبوچیں گی شاتمیت کا

اور

بے اصل رُشدی ایسا خبیث اُس لمحے مارا جائے گا

جرأتوں کے، جسارتوں کے، عزیمتوں کے شناسا ہاتھوں سے

میرے ہاتھوں سے

محسنینِ قوم

ذکرِ قائدؒ

زندگی تاریکیوں میں ہو گئی تھی گُم کہیں
تھی بھیانک تیرگی ماحول کے پیشِ نظر

اک ستارہ بھی فلک پر ضَوفگن ہوتا نہ تھا
رات کی گہرائیوں میں ڈُوب جاتی تھی سحر

روشنی ایسی دکھائی حضرتِ اقبالؒ نے
گرد جس کے سامنے تھا جلوۂ شمس و قمر

اک لگن سے چل پڑے راہِ وفا میں اہلِ ذوق
سعیٔ پیہم، جانفشانی پر وہ رکھتے تھے نظر

روشناسِ منزلِ مقصود ہو سکتے نہ تھے
رہنمائی قائدِ اعظمؒ نہ فرماتے اگر

قائدِ اعظمؒ

مسلمانوں کی کشتی کے کھِویّا قائدِ اعظمؒ
سیاست دان تھے دنیا میں یکتا قائدِ اعظمؒ
ہٹا سکتی نہ تھی اس سے کوئی طاقت زمانے کی
کِیا کرتے تھے جب کوئی ارادہ قائدِ اعظم
وطن کی، دین کی خدمت کوئی انجام دے جائیں
یہی رکھتے تھے بس دل میں تمنا قائدِ اعظم
مسلمانوں کی خاطر ملک حاصل کر کے چھوڑیں گے
بڑھے میدان میں یہ کر کے دعوٰی قائدِ اعظم
ہمارے رہنما تھے دُھن کے پکّے، قول کے سچّے
بہر قیمت نبھاتے اپنا وعدہ قائدِ اعظم
شرافت تھی حیات اُن کی، فراست تھا شعار اُن کا
نہ دیتے تھے، نہ کھا سکتے تھے دھوکا قائدِ اعظم
وطن کے باغ میں ان سے کِھلیں کلیاں محبت کی
کہ تھے ٹھنڈی ہَوا کا ایک جھونکا قائدِ اعظم
قلم ان کا، زباں ان کی، یقیں ان کا، عمل ان کا
تھے اپنی ہر خصوصیت میں یکتا قائدِ اعظم
وہ میداں سے نہ ہٹتے تھے جب ایک بھی ساتھی
جو سو دشمن بھی ہوں، لڑتے تھے تنہا قائدِ اعظمؒ
حیات اُن کی زمانے بھر پہ اے محمودؔ روشن ہے
ہُوا ہے نام دنیا بھر میں ان کا "قائدِ اعظم"

وفاتِ قائدِ اعظمؒ

سن اڑتالیس تھا جس وقت ہم پر کوہِ غم ٹوٹا
ہوئی گیارہ ستمبر کو وفاتِ قائدِ اعظمؒ

مسلمانوں کو لے کر دی علیحدہ مملکت آخر
خدا کے فضل سے ہو گی نجاتِ قائدِ اعظم

تدبّر جس میں ہو، جس میں فراست ہو، بصیرت ہو
اسی کو ہو سکے گا علمِ ذاتِ قائدِ اعظم

اگرچہ معترف عالم ہوا اُن کے تدبّر کا
فقط یہ مملکت تھی کائناتِ قائدِ اعظم

انھیں قدرت نے انعامات سے ہر دم نوازا ہے
کہ جن پر بھی ہُوا ہے التفاتِ قائدِ اعظم

کریں سب استفادہ صاحبانِ علم و فن اس سے
کبھی لکھ پائیں اک ایسی "حیاتِ قائدِ اعظم"

وہ اپنے دین، اپنی مملکت پر جان دے ڈالے
کسی کو ہو اگر عرفانِ ذاتِ قائدِ اعظم

ثباتِ ملک کا محمودؔ ہوتا ہے یقیں جس دم
تو دل پر ثبت ہوتا ہے ثباتِ قائدِ اعظمؒ

اے بابائے ملتؒ

اے بابائے ملت! ہے کیوں یہ بتا اب / ترے بعد خاموش شہرِ وفا اب
عمل کیوں ہے غائب مسلمان کا اب / ہُوئے کیوں یہ سارے اسیرِ ہَوا اب
جو ہیں رہ نوَردانِ راہِ سیاست / ہے ان دشمنانِ وطن سے گِلہ اب
انہوں نے کبھی دل میں سوچا نہیں ہے / کہ ملّت ہے کس درد میں مبتلا اب
تو تنظیم و الفت کا داعی تھا، لیکن / عجب غلغلہ تفرقہ کا اٹھا اب
بریلی پہ ہے شرک کے بم چلاتا / دیوبند والوں کا دارُالقضا اب
اُدھر اِن پہ یہ طائفہ کف اڑا کر / ستم ڈھا رہا ہے بنامِ وفا اب
ہے مرزائی، پرویزی، شیعی کا جھگڑا / نہ جانے، ہے مسموم کیوں یہ فضا اب
ہمیں عزمِ محکم کی تلقین فرما / ہمارا ہے بھارت سے پھر سامنا اب
توسُّط سے تیرے مِلا مُلک ہم کو / کوئی رستہ کشمیر کا بھی دکھا اب
یہ امریکہ، لندن دغا باز ہیں سب / کوئی دوست اپنا، نہ ہے ہمنوا اب
ہُوا چاہتا ہے صداقت کی رہ میں / کوئی معرکہ مثلِ کرب و بلا اب

***

خالقِ تخیلِ پاکستانؒ

آج ہیں اقبالؒ کے افکار عنوانِ بیاں
ذکر جس کا وجہِ راحت، جس کی بات آرامِ جاں

واقفِ سرِّ حقیقت، کاشفِ رمزِ حیات
وہ کہ ہے دانائے رازِ لا الٰہ اس کی زباں

شخصیت اس کی ہمہ گیر، اس کا پیغام آشتی
ہے پیامِ جانفزا اس کا پئے اہلِ جہاں

اس کا اک اک لفظ ہے تسخیرِ فطرت کی دلیل
اس کا اک اک حرف تفسیرِ مکان و لا مکاں

ہے خودی کی اجتماعی شکل ملت کا وجود
ہم اگر اقبالؒ سے پوچھیں گے ملت کا نشاں

دل میں ذوق و شوق کی مشعل فروزاں ہو اگر
خضرِ راہِ دیں۔ ہے اس کا اضطرابِ جاوداں

اس کا ہر قول و عمل ہے اک حدیثِ دل نشیں
وہ شناسائے نبیؐ ہے، وہ خدا کا رازداں

اس نے رکھی ہے بِنا افکار کی قرآن پر
خالقِ تخیلِ پاکستان ہے وہ نکتہ داں

ہے مفاہیم و معانی کا سمندر موج زن
اس کا اک اک حرف اک اک لفظ جوئے نغمہ خواں

وہ ادا فہمِ رسالت، نکتہ بینِ معرفت
آشنائے رمزِ "اِلّا اللہ" وہ معجز بیاں

ذکر ہے اپنے لبوں پر دوستو، اُس کا کہ ہے
احترامِ آدمیت کا حقیقی ترجماں

شاعرِ مشرق، حکیمِ اُمتِ مرحوم ہے!
وہ کہ ہے محمودؔ ہم سب کے دلوں پر حکمراں

**

شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ

تیرا پیام زندگی آموز سر بسر
تو جادۂ خودی کا ہے لاریب خضرِ راہ
حق کا پیام تیرا حیات آفریں سخن
تو دینِ فقر کا ہے پیمبر خدا گواہ

تسلیم سب کو عظمتِ افکار ہے تیری
ملت کو تو نے بخشا مذاقِ سخن نیا
جذبِ نہاں نے، سوز بیاں نے کیا ترے
وہ کام جو جہاں میں نہ کوئی بھی کر سکا

تیری صدا میں صبحِ بہاراں کا رنگ و نور
تیری نوا میں شورشِ طوفانِ زندگی
اقلیمِ شاعری ہوئی زیرِ نگیں ترے
تیرا اک ایک شعر ہے عنوانِ زندگی

ڈاکٹر سیّد عبداللہ مرحوم

دیں کی فوقیت پہ ہر حالت نظر رکھتے ہیں آپ
ساتھ ہی دیکھا، تو دُنیا کی خبر رکھتے ہیں آپ

حق پرستی اور حق گوئی ہے مسلک آپ کا
اور فضلِ حق سے چشمِ حق نگر رکھتے ہیں آپ

نوجواں طبقے کے آگے با خلوص و التزام
مغربی تہذیب کے برگ و ثمر رکھتے ہیں آپ

جو قدم اٹھ جائے، نا ممکن ہے پیچھے ہٹ رہے
جو قدم رکھتے ہیں، کافی سوچ کر رکھتے ہیں آپ

ملک میں اقدارِ اسلامی کے احیا کے لیے
دین کو ہر مرحلے میں معتبر رکھتے ہیں آپ

طالبُ العلم آپ کی شفقت کے گُن گاتے رہے
ان سے ہمدردی کا جذبہ بیشتر رکھتے ہیں آپ

ملک میں قومی زباں کو اس کا جائز حق ملے
بات یہ ہر وقت ہی پیشِ نظر رکھتے ہیں آپ

قوم کے محسن، مرے استادِ عالی مرتبت
غم پسند انسان ہیں، دامانِ تر رکھتے ہیں آپ

شہرِ اخلاص و مروت کے ہوئے ہیں شہریار
خارزارِ دشتِ الفت میں گزر رکھتے ہیں آپ

وادیٔ تحقیق میں ہیں آبلہ پا اور بھی
دیدہ ریزی میں مگر شانِ دگر رکھتے ہیں آپ

انحطاطِ جرأت و فقدانِ ہمت کا ہے دور
اس میں بھی حق بات کہنے کا جگر رکھتے ہیں آپ

دل میں رکھتے ہیں توکّل اور استغنا کی شان
درد مندی کے نگاہوں میں گہر رکھتے ہیں آپ

قوم تہذیبی روایت کو نہ اپنی بھول جائے
یہ تمنا دل میں، قصّہ مختصر، رکھتے ہیں آپ

نظمیں

ماہِ صیام

خالق و مالک کا فیضِ عام ہے ماہِ صیام
روح و جانِ مذہبِ اسلام ہے ماہِ صیام

گردشِ گردونِ گرداں کا اثر اس پر نہیں
بے نیازِ گردشِ ایّام ہے ماہِ صیام

راز ہے یہ صوم، بندے اور خدا کے درمیاں
لطفِ ذاتِ کبریا کا نام ہے ماہِ صیام

ہے جو محبُوس و مقیّد اس میں شیطانِ لعیں
نیکیوں کا گویا استلزام ہے ماہِ صیام

کبریا اور مصطفیؐ سے عشق کا اظہار ہے
حمد کا یا نعت کا ارقام ہے ماہِ صیام

لطفِ ذاتِ کبریا ہے ملتِ اسلام پر
سرورِ کونینؐ کا اکرام ہے ماہِ صیام

تزکیہ ممکن ہے اے محمودؔ اس میں ذات کا
کبریا کے لطف کا ہنگام ہے ماہِ صیام

عیدُ الفِطر

وہ دیکھو، آج نکلا ہے ہلالِ عید گردوں پر
کہ جس کی راہ پورا سال ہم دیکھا کیے یکسر
شفق نے لی حنا، گردوں نے لی تاروں بھری چادر
نکالے سب نے ملبوس اپنے بہرِ زینتِ پیکر
نشاط و عشرت افزا روح پرور، چرخ سرتاسر
حروفِ تہنیت لکھے ہوئے ہیں رُوئے گردوں پر
ہے عشرت خانۂ عالم میں کسی آج یہ ہل چل
نشاط افزا ہوا ہے آج صبحِ عید کا منظر
ہوئی ختم انتظارِ عید میں شب سخت مشکل سے
شفق سے صبح کو سورج نکل کر آگیا باہر
خوشی سے گا رہا ہے، رقص کرتا ہے اک اک ذرہ
پیامِ عید لایا سمتِ مشرق سے شہِ خاور
بہت پیاسے رہے ساقی! ترے رند اک مہینے تک
پلا دے اب انہیں مے، عید ہے بھر بھر کے لا ساغر

عیدُ الاضحیٰ

عیدِ اضحیٰ ہے خداوندِ تعالیٰ کا کرم
سر بسجدہ اس کے آگے کیوں نہ ہوں اہلِ حرم
عیدِ اضحیٰ ہے عبودیت کی معراجِ کمال
عیدِ اضحیٰ رکھتی ہے بندے کی طاقت کا بھرم
عیدِ اضحیٰ عہد کی تجدید کا روزِ سعید
آج ہم کھاتے ہیں ملت کے تشخّص کی قسم
عیدِ اضحیٰ سرِّ موجودات، فکرِ آخرت
عیدِ اضحیٰ فارقِ تحلیلِ موجود و عدم
عیدِ اضحیٰ شاہدِ عزم و عمل ہے بالیقیں
دیں کی خاطر گردنوں کو بھی کٹا سکتے ہیں ہم
عیدِ اضحیٰ ہے کتابِ عشق و الفت کا سبق
دل کی آنکھوں سے عقیدت سے، اسے پڑھتے ہیں ہم

آزمائش سخت تھی، جس سے گزرنا تھا انھیں
لیکن ابراہیمؑ تھے ہر راہ میں ثابت قدم
حکمِ خالق پر عمل کرتے تھے پیہم بے دریغ
اس کے آگے تھا سرِ تسلیم بیٹے کا بھی خم
دیکھنا یہ ہے کہ قربانی کا ہے مفہوم کیا
بکرے، مینڈھے تو بہت قربان کر سکتے ہیں ہم

گوشت اور خوں کی ضرورت کیا خدا کو، دوستو
قدر و قیمت آخرش جذبے کی ہو گی بیش و کم
سُنّتِ حضرت خلیلؑ اللہ پر چل کر تو دیکھ
بامِ رفعت پر تجھے لے جائیں گے نقشِ قدم

ذکرِ ابراہیمؑ میں رطبُ اللساں ہیں ہم مگر
پوجتے ہیں سیم و زر کے خود تراشیدہ صنم
غیر اسلامی تمدّن کے ہیں جتنے دیوتا
شومیٔ قسمت سے ہیں ان کے پجاری آج ہم
ہوں گے نادم اپنے اعمالِ زبوں کو دیکھ کر
عیدِ اضحیٰ پر گریبانوں میں گر جھانکیں گے ہم
اجتماعی جذبۂ ایثار گر پیدا نہ ہو
ہم بھریں گے کیسے ابراہیمؑ کی سنت کا دم
عہد پھر تازہ کریں ہم ہمت و ایثار کا
سر بسجدہ عید کو محمودؔ جب ہوں صبح دم

پندرھویں صدی کا استقبال

اپنے اندر جھانکنے کی کس کو فرصت ہے یہاں
کال سا اک کال ہے یہ احتسابِ نفس کا

اجتماعیت میں ہو یا انفرادی رنگ میں
ایک اضمحلال ہے یہ احتسابِ نفس کا

اپنے گرد و پیش اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں
اللہ اللہ! حال ہے یہ احتسابِ نفس کا

اپنی آنکھوں میں ہیں جو شہتیر، ان کو دیکھنا
حسنِ استدلال ہے یہ احتسابِ نفس کا

رُوئے اخلاق و مروّت پر بہ فیضِ مرحمت
ایک دلکش خال ہے یہ احتسابِ نفس کا

معصیت کے جس قدر عفریت ہیں، محبوس ہیں
ایک ایسا جال ہے یہ احتسابِ نفس کا

طاقِ دل میں ریزہ ریزہ ہے انانیت کا بُت
ایسا اک بھونچال ہے یہ احتسابِ نفس کا

حبّذا کہ آ رہا ہے پھر نیا صد سالہ دور
یعنی استقبال ہے یہ احتسابِ نفس کا

چودہ سو اک آ گیا ہے، مرحبا، صد مرحبا
گویا پہلا سال ہے یہ احتسابِ نفس کا

عیب جُو ہم ہیں تو ہیں محمودؔ ہم بر خود غلط
دل سے استیصال ہے یہ احتسابِ نفس کا

ضرورت ہے

شریعت کے لیے بالغیب ایماں کی ضرورت ہے
طریقت کے لیے ذوقِ فراواں کی ضرورت ہے

سفینے کے لیے مشکل کُشا ہے نام یزداں کا
خلل اندازیٔ ساحل کو طوفاں کی ضرورت ہے

جواں مردوں کو، دل والوں کو، باہمت جوانوں کو
غزل خواں کی نہیں، مردِ رجز خواں کی ضرورت ہے

چمن کے ذکر میں لازم ہے گُل کی بات گو ہمدم!
صبا کے رقص کی، صوتِ ہزاراں کی ضرورت ہے

غم و حسرت جہاں ہیں، ہیں وہاں غم خوار بھی پیدا
سرشکِ چشمِ غمگیں کو بھی داماں کی ضرورت ہے

ضرورت ہے اگر، نوشاہ کے سر پر بندھے سہرا
دلھن کے واسطے ماتھے کی افشاں کی ضرورت ہے

خلافِ عقل جب چلنا ہی ٹھہرا شرطِ الفت کی
جنوں والوں کو پھر جیب و گریباں کی ضرورت ہے

نہ جب دانہ اُگے اس میں، نہ ہو سبزہ جہاں پیدا
تو کشتِ دل کو تب ابرِ بہاراں کی ضرورت ہے

چمن میں گُل کِھلیں، چہکیں عنادِل، گر تمنا ہو
تو گلشن میں نسیمِ سُنبلستاں کی ضرورت ہے

کوئی افسانہ لکھنا ہو دھندلکوں کی سیاہی میں
تو اے راقم! تجھے لولوئے مژگاں کی ضرورت ہے

اگر صبحِ درخشاں مقصدِ ذوقِ نظر ٹھہرے
تو پھر شمعِ سرِ شامِ شبستاں کی ضرورت ہے

گل اندام وسبک انداز لیلیٰ کے لیے محمل
جنونِ قیس کو دشت و بیاباں کی ضرورت ہے

عمل کا، فکر کا دھارا پلٹنا ہو اگر مقصد
تو دل میں انقلابِ حشر ساماں کی ضرورت ہے

اگر تم چاہتے ہو، پھر خوشی لوٹ آئے محفل میں
تو سینوں میں سُنو، جشنِ چراغاں کی ضرورت ہے

خدا کی ذات کے عرفان کی پُر پیچ راہوں میں
یہ سچ ہے، صحبتِ گوشہ نشیناں کی ضرورت ہے

دلِ مرشد میں انوارِ تجلّی دیکھنا گر ہوں
تو اپنے دل میں بھی انوارِ ایماں کی ضرورت ہے

جو رکھتے ہو حصولِ معرفت کی آرزو دل میں
کسی درویش سے پھر کسبِ عرفاں کی ضرورت ہے

اگر اسلام کی خدمت کا ہو محمودؔ کچھ جذبہ
کسی سالک سے پھر تجدیدِ پیماں کی ضرورت ہے

قومی نظمیں

آزادی

حیاتِ نو کی ہے واحد نوید آزادی
غلامی شامِ الم، صبح عید آزادی

نہ جدّوجہد کبھی کی حیات میں جس نے
رہی ہے اس سے ہمیشہ بعید آزادی

متاعِ زیست کا حاصل بہ فیضِ لطفِ خدا
ہے شامِ ظلم کی صبحِ سعید آزادی

سمجھ گئے تھے یہ اقبالؒ و قائدِ اعظمؒ
مسرّتوں کی ہے واحد کلید آزادی

ابھی کچھ اور بھی قربانیاں ضروری ہیں
پکارتی ہے جو ھَلْ مِنْ مَّزِیْد آزادی

بھٹک نہ جائیں کہیں راہ سے، دعا یہ ہے
مضرتیں نہ دکھائے جدید آزادی

جسے نبیؐ کی غلامی پہ فخر ہے محمودؔ
فقط کرے گی اُسے مستفید آزادی

جنگِ آزادی

کیا تھا سُنّیوں نے التزامِ جنگِ آزادی
اسی خاطر لبوں پر ہے کلامِ جنگِ آزادی

جو ہیں انگریز کے خادم، وہ فضلِ حقؒ کے مسلک سے
لیے جاتے ہیں اب تک انتقامِ جنگِ آزادی

انہی کے گیت گاؤ، ذکر چھیڑو روز وشب ان کا
ہوں غازی یا شہیدانِ کرامِ جنگِ آزادی

نگاہی شاہؒ، بولن شاہؒ، نورِ مصطفیؒ کافیؒ
شہادت کے سبب ہیں شاد کامِ جنگِ آزادی

عنایت احمدؒ، آزردہؒ، سعید اللہؒ، قطبُ الدینؒ
ہے ان کے کارناموں سے مقامِ جنگِ آزادی

جناب عبدالنبیؒ، عبدالعزیزؒ اور قاضی احمدؒ سے
شہیدانِ وطن پر ہے سلامِ جنگِ آزادی

تھے جن کے پیشرو اس پُر صعوبت راہ کے راہی
نہ ہو کیوں سُنّیوں کو احترامِ جنگِ آزادی

انھی کے نام اس کے تذکروں میں ہم نے کم دیکھے
کہ جن ہاتھوں میں دیکھی ہے زمامِ جنگِ آزادی

کیا صَرفِ نظر لوگوں نے ان کے کارناموں سے
کہ جن کے دم قدم سے ہے دوامِ جنگِ آزادی

اگرچہ سب بزرگوں نے بہت قربانیاں دی ہیں
ہوئے ہیں فضلِ حقؒ لیکن امامِ جنگِ آزادی

خدا کا فضل، آقاؐ کا کرم محمودؔ ہے ہم پر
ہماری گفتگو اب ہے بنامِ جنگِ آزادی

تحریکِ پاکستان

کبریا کا لطف تھا اور رحمتِ شاہِ زمنؐ
ہم کو سینتالیس میں حاصل ہوا اپنا وطن

ہم پہ جدّوجُہدِ آزادی میں تھے سایہ فگن
اولیائے امتِ احمدؐ صحابہؓ پنج تنؓ

ظلمتِ کفر و ضلالت کو ہوئی آخر شکست
مہرِ آزادی نے جب ڈالی محبّت کی کرن

ہم تھے مِن حیثُ الجماعت اس ڈگر کے راہرو
کامرانی نے قدم چومے بہ فضلِ ذوالمنن

جنگِ آزادی کے ہیرو فضلِ حقؒ تھے بے گماں
جن کی حق گوئی پہ شاہد ہے یہ گردونِ کہن

ہندوؤں سے اپنا کیا ناتا، الگ ہیں قوم ہم
سب سے پہلے اعلیٰ حضرتؒ کا تھا یہ رنگِ سخن

ہیں اکابر جس قدر تحریکِ پاکستان کے
ان کے اذکارِ حسیں سے ہے جلاءِ فکر و فن

چاہتے تھے اہلِ دیں کے واسطے اک مملکت
تھے عمل پیرائے احکاماتِ قرآن و سُنَن

اس پہ شاہد ہے بنارس، کیا کیے تحریک میں
عالمانِ اہلِ سُنّت اور مشائخ نے جتن

فضل شاہ، خواجہ سدید الدین اور عبدالغفور
رہنمایانِ سوادِ اعظمِ اہلِ وطن

تھے امیرِ ملّتِ بیضا جماعتؔ شاہ سے
سارے خائف کانگرس کے مولوی اور برہمن

قوم کے تھے رہنما صدرُ الافاضل، سچ یہ ہے
جن پہ تھا لطفِ نبیؐ، فضلِ شہِ خیبر شکنؓ

معتمد تھے قائدِ اعظمؒ کے اپنے محترم
تیغِ ملت نیازیؔ، عاملِ دینِ حسن

وہ ترنم سے مقرر ہوں کہ بھرچونڈی کے پیر
تھا مددگار ان کا یزداں، ان کا دشمن اہرمن

بوالحامد صدرِ اجمیر و بنارس کیوں نہ ہوں
تھے کچھوچھہ کے محدث میرِ اربابِ سخن

جدّوجہدِ حریت میں عزم و استقلال سے
تھی ابوالحسناتؔ کی دیں کے مقاصد سے لگن

خواجہ قمرؔ الدین اور عبد العلیم میرٹھی
تذکرہ ان کا نہ ہو تو قوم کیا اور کیا وطن

عبدِ ماجد، عبدِ حامد دونوں مردانِ جری
ان سے ہم کرتے ہیں اب تک اکتسابِ علم و فن

مانکی یا گولڑہ یا پیر خانے دوسرے
لائقِ توصیف ہے تحریک میں ان کا چلن

اپنے دیں کے جانثاروں کی یہ ساری دوڑ دھوپ
تھی نتیجہ خیز، ہم نے لے لیا آخر وطن

جنگِ آزادی سے لے کر تا حصولِ مملکت
تھا نبیؐ کے نام لیواؤں کا ظاہر بانکپن

اب بھی اے محمودؔ سُنّی سب بہ فیضِ مصطفیٰؐ
انجمانِ قوم ہیں اور پاسبانانِ وطن

عزائم

جبینِ ارض کو مہرِ درخشاں کر کے چھوڑیں گے
ہم اِن ذروں کو تاروں سے بھی تاباں کر کے چھوڑیں گے

جہانِ معدلت پر یہ بھی احساں کر کے چھوڑیں گے
مساوات و اُخوت کو فراواں کر کے چھوڑیں گے

جنوں کے جوش میں شادابیٔ بستاں کے متوالے
وطن کو غیرتِ صد باغِ رضواں کر کے چھوڑیں گے

ہمیں دعُوی کہ ویرانی کو دیں گے رُوپ گلشن کا
وہ کہتے ہیں کہ ہم گلشن کو ویراں کر کے چھوڑیں گے

کھلائیں گے جہاں میں ہر طرف الفت کے گل بُوٹے
زمینِ شور کو بھی سُنبلستاں کر کے چھوڑیں گے

وطن میں لائیں گے قرآن و سُنّت کا نظام آخر
غموں سے مضمحل چہروں کو خنداں کر کے چھوڑیں گے

وطن میں عافیت کی بانسری پر گائیں گے نغمے
چمن کے پتّے پتّے کو غزل خواں کر کے چھوڑیں گے

ہُوا کیا، راہ میں گر مشکلیں حائل ابھی تک ہیں
ہم اس عُقدے کو حل، مشکل کو آساں کر کے چھوڑیں گے

جو ہیں آزادیٔ جمہور کے محمودؔ شیدائی
وہ دیوِ ظلم کو اب پابجولاں کر کے چھوڑیں گے

پیامِ محمود

تم اتفاقِ عمل کو شعار کر ڈالو
اسی کو باعثِ عزّ و وقار کر ڈالو

دل اپنا درد کا آئینہ دار کر ڈالو
کہ اس کو شمعِ سرِ رہگزار کر ڈالو

ہے فرد قائم و دائم تو ربطِ ملّت سے
کنارِ جُو کو یمِ بے کنار کر ڈالو

جو دام ڈال چکو تم زمینِ خاکی پر
نجوم و ماہ کو بھی پھر شکار کر ڈالو

مثالِ شمع فروزاں رہو زمانے میں
سیاہ شب کو سحر کا نکھار کر ڈالو

مطیع کر لو مقدر کے ہر ستارے کو
اسیر گردشِ لیل و نہار کر ڈالو

کوئی خلیج جو حائل ہو عزم کی رَہ میں
اے رہرو! اسے ہمت سے پار کر ڈالو

اسی کا نام ہے انسانیت، اے دیدہ وراں!
کسی کے درد سے دل بے قرار کر ڈالو

چمن کے حسن کو شاداب دیکھنا ہو اگر
تو اپنے خون سے پیدا بہار کر ڈالو

دلی خوشی کا یہ محمودؔ راز سمجھو بھی
خلوص و عشق کو اپنا شعار کر ڈالو

عظمتِ مُسلم

جہاں میں حُرّیت کے، عزم و ہمت کے نشاں ہم ہیں
اُڑا دیں جو گریبانِ عدو کی دھجّیاں ہم ہیں

خدا کے نام لیوا، خیلِ شاہِ دوجہاںؐ ہم ہیں
علیؓ کی جرأتوں کے رازداں ہیں، پاسباں ہم ہیں

دیارِ کفر میں محمودؒ کی ضربِ گراں ہم ہیں
قسم اللہ کی، سلطان ٹیپوؒ کا نشاں ہم ہیں

عطا کی ہے خدا نے بُوعبیدہؓ کی شجاعت بھی
جنابِ خالدؓ و طارقؒ کی شمشیر و سناں ہم ہیں

محمد ابنِ قاسمؒ کی روایت کے امیں ہیں ہم
صلاحُ الدین ایّوبیؒ کی تیغِ خوں چکاں ہم ہیں

وطن کی عظمتوں کے پاسباں، غیرت کے رکھوالے
جوانانِ جری ہیں، جرأتوں کی داستاں ہم ہیں

ہمیں اسلام کی حُرمت پہ کٹ مرنا بھی آتا ہے
جہاں کے بت کدے میں ضربتِ بانگِ اذاں ہم ہیں

مثالِ برگِ گُل نازک اگر ہیں ہم نواؤں میں
عدو کے خرمنِ جاں کے لیے برقِ تپاں ہم ہیں

روایاتِ سَلَف پر ہم ہیں اے محمودؔ صد نازاں
لُٹاتے ہیں مصافِ جنگ میں جو نقدِ جاں، ہم ہیں

غازیانِ اسلام

جذبۂ شوقِ شہادت کی نہیں ہے کوئی حد
موت کے ڈر سے جوانانِ وطن ہیں نابلد

عظمتِ اسلام کے وارث ہیں شاہیں قوم کے
دل میں خوفِ کبریا ہے، لب پہ ذکرِ اَبّ و جَد

شاہکارِ نظم و ضبط و عزم ہیں جنگاہ میں
ہیں صلاح الدین ایوبیؒ کے پیرو مستند

جل اٹھے ان کے نقوشِ پا سے ہمت کے چَراغ
مُصحفِ تاریخ میں روشن ہیں ان کے خال و خد

عرصۂ جنگاہ میں ہیں امن کے پیغام بر
عسکریت ان کو سکھلاتے ہیں محبوبؐ صمد

چشم ملت کے ستارے، نیّرِ چرخِ یقیں
ہیں عزیمت کے کچھاروں میں شہامت کے اسد

رزم میں کہسارِ عزم و ہمت و ایثار ہیں
نصرتِ دیں کے علمبردار، حق کے معتمد

چہرۂ تاریخ جن کی داستاں سے مُستنیر
عظمتِ تقدیسِ ملت کے ہیں ضامن تا ابد

جانثارانِ وطن حق کے شناسا ہو گئے
کذب کو، باطل کو کر ڈالا انھوں نے مسترد

غازیانِ پاک کشور کی شُجاعت کو ملی
خالدؓ و طارقؒ، محمدؒ ابنِ قاسم کی سند

عزم و استقلال کا قلعہ اگر مضبوط ہو
کامرانی کے سمندر میں نہیں ہے جزر و مد

غازیوں کی مدح میں محمودؔ کرتا ہی نہیں
بات کوئی بے حقیقت، ذکر کوئی بے سند

پاسبانانِ وطن

جانثارانِ وطن ہیں مرتبہ دانِ وطن
سرفروشوں کی شجاعت باعثِ آنِ وطن

عظمتِ انساں کے حامل، صاحبِ جاہ و جلال
شہسوارِ عرصۂ جنگاہ، بُرہانِ وطن

کارزاروں میں کھلاتے ہیں شجاعت کے گلاب
حشر تک مہکا رہے گا، ان سے بُستانِ وطن

عزم و ہمت کا نشاں ہیں، خادمانِ قوم ہیں
ہیں یہی جانِ وطن، شانِ وطن، آنِ وطن

ہر محاذِ جنگ پر ہیں روز و شب سینہ سپر
نوجوانانِ جری ہیں پاسبانانِ وطن

صاحبِ گفتار بھی ہیں، صاحبِ کردار بھی
عرصۂ جنگاہ میں سب شہسوارانِ وطن

ترجمانِ عزت و ہمت، بسالت کے امیں
پاسبانِ عفتِ زہرہ جبینانِ وطن

حفظِ ملک و قوم کا مظہر، شہامت کا نشاں
ہر سپاہی، ہر جیالا ہے نگہبانِ وطن

دیدۂ گردوں نے استعجاب سے دیکھا انھیں
ہم نشینانِ ثریا ہیں شہیدانِ وطن

ان کی پیشانی کا جھومر ہے نویدِ حریت
غازیانِ قوم سے محمود ہے شانِ وطن

افواجِ پاکستان

صاحبِ جوشِ جہاد افواجِ پاکستان ہیں
لائقِ صد اعتماد افواجِ پاکستان ہیں

منفرد دنیا میں ہیں اپنے جوانانِ جری
رفعتوں کی روئیداد افواجِ پاکستان ہیں

پرچمِ اسلام اونچا ہوگیا ان کے طفیل
اپنا حُسنِ اعتقاد افواجِ پاکستان ہیں

دَورِ امن و جنگ میں ہیں یہ محافظ ملک کے
رُوحِ امن و اتحاد افواجِ پاکستان ہیں

ظلمتِ کفر و ضلالت کی ہزیمت کے لیے
برق پا و برق زاد افواجِ پاکستان ہیں

جُرأت و ہمت سے، اپنے جذبۂ اخلاص سے
حکمرانِ ابر و باد افواجِ پاکستان ہیں

حادثے ہوں، زلزلے ہوں یا کہ سیلِ آب ہو
مملکت کا اعتماد افواجِ پاکستان ہیں

ان کا کردار و عمل ہے مہرِ عالم تاب سا
خوش مذاق و خوش نہاد افواجِ پاکستان ہیں

داستانِ حُریت ان کی زمانے سے الگ
آبروئے اجتہاد افواجِ پاکستان ہیں

حامیانِ دین حق کی حامی و ناصر بھی ہیں
فی سبیل اللہ جہاد افواجِ پاکستان ہیں

مملکت کے ذرّے ذرّے کی حفاظت کی امیں
اتفاق و اتحاد افواجِ پاکستان ہیں

عزّتِ دیں کا عَلَم محمودؔ ہیں جنگاہ میں
نعرہ ہائے "زندہ باد" افواجِ پاکستان ہیں

ہماری فوج

رکھتی ہے ذوقِ فرض شعاری ہماری فوج
کرتی ہے خوف دہر پہ طاری ہماری فوج

نشو و نمائے گلشنِ مِلّت کے واسطے
ہے فصلِ گُل میں بادِ بہاری ہماری فوج

مظلوم کی حمایت و نُصرت کے واسطے
ہر دیوِ ظلم کی ہے شکاری ہماری فوج

اس کے جِلَو میں فتح چلی اس کے ہم قدم
خیلِ عدُو پہ ضربتِ کاری ہماری فوج

رہتا ہے اس سے پرچمِ دینِ ہُدیٰ بلند
نامِ خدا پہ ہوتی ہے واری ہماری فوج

لرزہ بجاں ہیں ظلم کے عفریت ہر گھڑی
کس درجہ مستعد ہے یہ پیاری ہماری فوج

خائف ہوئی نہ کثرتِ تعداد سے کبھی
قلّت میں بھی عدُو پہ ہے بھاری ہماری فوج

ارشادِ کبریا کے مطابق زمانے میں
فرمانِ وقت کرتی ہے جاری ہماری فوج

اعدائے دین و ملک کے سینے پہ جا بہ جا
ہر زخمِ نو لگاتی ہے کاری ہماری فوج

قوم و وطن کے جسم میں محمودؔ سچ کہوں
مانندِ خوں رگوں میں ہے جاری ہماری فوج

جہاں مَیں ہوں

بپا ہے فتح و نصرت کی بشارت ہے، جہاں میں ہوں
مخالف کے لیے رن میں ہزیمت ہے جہاں میں ہوں

رگوں میں موجزن احساسِ جُرأت ہے جہاں میں ہوں
الم سے بے نیازی کی روایت ہے جہاں میں ہوں

دلوں میں ایک موجِ استقامت ہے جہاں میں ہوں
خدا کی راہ میں مرنے کی لذت ہے جہاں میں ہوں

محمدؐ کی غلامی ہے شہنشاہی دوعالم کی
مسلماں کے لیے یہ جاہ و حشمت ہے جہاں میں ہوں

لبوں پر نعرۂ تکبیر ہے اربابِ ہمّت کے
دلوں میں جذبۂ شوقِ شہادت ہے جہاں میں ہوں

مجھے جینا بھی آتا ہے، مجھے مرنا بھی آتا ہے
حیات وموت سے صاحب سلامت ہے جہاں میں ہوں

خدا کی راہ میں سب کچھ لُٹا دینے کا ارماں ہے
عوامُ النّاس میں ذوقِ رفاقت ہے جہاں میں ہوں

ستیزہ کار ہیں باطل سے اہلِ حق سرِ میداں
وطن کے جانثاروں کی یہ عادت ہے، جہاں میں ہوں

وطن پر، دین پر سب کچھ نچھاور کرکے دم لیں گے
مصافِ جنگ میں پیغامِ نصرت ہے جہاں مَیں ہوں

اسلام کو لاؤ

"گر ملک بچانا ہے تو اسلام کو لاؤ"
اِس گھر کو بسانا ہے تو اسلام کو لاؤ

خُسران میں رہنا ہے تو ہے کفر ہی بہتر
فیضان جو پانا ہے تو اسلام کو لاؤ

انساں کا تفوّق ہو، محبّت کا چلن ہو
لب پر یہ ترانہ ہے تو اسلام کو لاؤ

خالق کا کرم ہے کہ یہ ملک ہم کو مِلا ہے
یہ قرض چُکانا ہے تو اسلام کو لاؤ

جو نکبت و ادبار مسلّط ہے وطن پر
گر اس کو دبانا ہے تو اسلام کو لاؤ

الحاد کا جو ثبت ہُوا اپنے دلوں پر
وہ نقش مٹانا ہے تو اسلام کو لاؤ

مغرب بھی تو اب اپنی فحاشی پہ ہے لرزاں
احسان جتانا ہے تو اسلام کو لاؤ

صَرصَر سے بچاتے ہوئے بُستانِ وطن کو
پھُولوں سے بسانا ہے تو اسلام کو لاؤ

وہ سامنے ہے اوجِ فلک تا بہ ثریّا
اس سمت کو جانا ہے تو اسلام کو لاؤ

ظلمت کا ہے محمودؔ چلن سارے جہاں میں
گر شمع جلانا ہے تو اسلام کو لاؤ

کرنے کے کام

آقاؐ کے تتبّع میں ہر اقدام کو لاؤ
یوں زیرِ قدم گردشِ ایّام کو لاؤ

تصویر ہو الطافِ پیمبرؐ کی نظر میں
تخییل میں طیبہ کے در و بام کو لاؤ

ماؤ ہو، نہ لینن نہ 'سٹالن'، نہ کوئی اور
تم لب پہ محمدؐ کے فقط نام کو لاؤ

ہے اک زنِ فاحشہ سی یہ تہذیبِ فرنگی
تخییل میں عزت کے جو نیلام کو لاؤ

جو اسودِ عنسی کو ہوا بعد نبیؐ کے
نظروں میں نہ اِس طرح کے "الہام" کو لاؤ

ہو بحث تفلسُف کی کہ اشعار کی باتیں
نطشے کو نہیں، سعدی و خیّام کو لاؤ

اعمال ہوں اللہ کے احکام پہ مبنی
گفتار میں سرکارؐ کے پیغام کو لاؤ

اللہ کی اِس میں ہو پرستش کی تمنا
مت دل میں زر و سیم کے اصنام کو لاؤ

جاری ہوں زبانوں پہ درودوں کے ترانے
خامے پہ جونہی نعت کے ارقام کو لاؤ

محمودؔ کرو مدحِ نبیؐ ہو گی شفاعت
دل میں نہ کسی خوف، نہ اوہام کو لاؤ

اے اہلِ وطن

مغرب کی محبت کا دلوں میں ہے رچاؤ ہے قصرِ مذلّت کی طرف اپنا بہاؤ
اے اہلِ وطن! ملک کے اے راہنماؤ "گر ملک بچانا ہے تو اسلام کو لاؤ"
ہو بات حکومت کی کہ ہو ذکرِ معیشت سر کو نہ کسی "اِزْم" کی چوکھٹ پہ جھکاؤ
جو دین کے دشمن ہیں، تو ان کے مخالف چلنے نہ دو اشرار کا تم ایک بھی داؤ
آئینۂ عبرت ہیں، نہ بھولے کبھی ملّت چرکے جو لگے دل کو، لگے روح پہ گھاؤ
ملت کے اک اک فرد کے کردار و عمل میں عصیاں کا، برائی کا دہکتا ہے الاؤ
اسلام کو کہتے ہی نہیں دینِ مکمل کچھ ہم پہ معاصی کا ہوا ایسا دباؤ
دنیا کو جھکا سکتے ہو کیا اپنے قدم پر؟ جب تک درِ مولاؐ پہ نہ سر اپنا جھکاؤ
ہے پاس اگر دین کا، آقاؐ سے ہے الفت انسان سے چاہت کی رہ و رسم نبھاؤ
مدحت میں نبیؐ کی مجھے کھینا ہے قلم سے الفت کے سمندر میں یہ قرطاس کی ناؤ
ہو دولتِ کونین کی گر تم کو تمنا کچھ ذکر مرے آقا و مولاؐ کا سناؤ
ہر گام پہ اسلام سے لو راہنمائی ہر گام پہ اسلام سے رنگ اپنا جماؤ

جب ذکر ہو اسلام کا محمودؔ زباں پر
تخئیل کے رہوار کو مہمیز لگاؤ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وفا

تم زیست کو اُس وقت کسی کام کی سمجھو
احمدؐ سے ارادت کی جو وادی میں در آؤ
طیبہ کے مناظر میں نہ ہو خواہشِ جنت
گر ذوقِ تجسس ہو تمہیں، کور مذاقو!
اسلام کے لانے ہی سے ملک اپنا بچے گا
ہے زیست تمہاری بھی جبھی راہ نماؤ!
ہم سے بھی کسی شخص کو تکلیف نہ پہنچے
سرکارؐ جو تھے خُلقِ عظیم اپنے، عزیزو!
ہم بھی ہیں غلامانِ غلامانِ پیمبرؐ
گل ہائے عقیدت کو ہمارے بھی جو دیکھو
سرکارِؐ دو عالم سے وفا ہے کہ نہیں ہے
تم غور کرو دل میں، کبھی اس کو ٹٹولو
تم نامِ خدا، سرورِؐ عالم کے ہو خادم
خود قوم کی اور ملک کی تقدیر کو بدلو
دیکھو کہ پذیرائی مسلماں میں ہے کتنی
پیغامِ نبیؐ ان کو جو محمودؔ سناؤ

حُسنِ کردار

اعمال سے افکار کے دفتر کو ہلا دو
اک آن میں تقدیر کے اختر کو ہلا دو
صدیقؓ کو، فاروقؓ کو، عثمانؓ کو صدا دو
زنجیرِ درِ حیدرؓ صفدر کو ہلا دو
جرأت سے، شہامت سے، شجاعت سے، وفا سے
ہر دشمنِ دیں، خصمِ پیمبرؐ کو ہلا دو
پھر تم پہ نہ کیوں رحمتِ عالمؐ کا کرم ہو
سرکارؐ کی محشر میں جو چادر کو ہلا دو
اخلاق سے لوگوں کے دلوں پہ ہو حکومت
ٹھہرے ہوئے الفت کے سمندر کو ہلا دو
سرکارِؐ مدینہ کی محبت کی ضیا سے
تم کفر و ضلالت کے ہر اک گھر کو ہلا دو
محمودؔ کرم ربِ دو عالمؐ کا ہو تم پر
گر دستِ طلب سے درِ سرورؐ کو ہلا دو

تمنّا

حامی جو ہیں محبوبِ خدا اور خدا، دو
مردانِ خدا! چرخِ ستمگر کو ہلا دو

عالم جو منوّر ہے تو بس نامِ نبیؐ سے
اِس نام سے آئینۂ الفت کو جِلا دو

آقاؐ! یہ گزارش ہے کہ آپس میں ہمیں اب
وابستگیٔ سلسلۂ مہر و وفا دو

پھرتے ہیں ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتے
اے نورِ ازل، نورِ نبیؐ! ہم کو ضیا دو

محشر میں بڑے عجز سے آقاؐ سے کہوں گا
سرکارؐ! مری نعت کا اب مجھ کو صِلہ دو

اللہ نگہبان، کرم مجھ پہ نبیؐ کا
امداد رساں میرے ہیں ہر صبح و مسا دو

جنت ہو قدم بوس، تمازت ہو گریزاں
سرکارِ مدینہ کو جو محشر میں صدا دو

محمودؔ کے ہر سانس میں ہو مدحِ رسالت
ممکن ہو تو یارو مجھے یہ ایک دعا دو

پیغام

بادۂ خود آگہی کی ہے جو سرشاری تمہیں
لائقِ تبریک ہے یارو، یہ بیداری تمہیں

سُنّیو! ایثار و الفت کی رَوِش پر چل پڑو
وار کرنا ہے ہر اک دل پر اگر کاری تمہیں

تم سوادِ اعظمِ اہلِ وطن ہو دوستو!
آخر آنا چاہیے اُسلوبِ دلداری تمہیں

جب نظامِ مصطفیٰؐ کے ہو علمبردار تم
سعی کرنا ہوگی اِس کے واسطے ساری تمہیں

تم پہ الطاف و عنایاتِ رسولِؐ پاک ہیں
زندگی میں کیسے ممکن ہے نگوں ساری تمہیں

عہدِ حاضر ہے رسولؐ اللہ کے عُشّاق کا
کرنے ہوں گے وقت کو فرمان سب جاری تمہیں

ہو نظامِ مصطفیٰؐ (صلِّ علیٰ) نافذ یہاں
جان پر کرنا ہے اب جذبہ یہی طاری تمہیں

پھر تحفّظ بھی مقامِ مصطفیٰؐ کا ہو ضرور
کام بخشا ہے خدا نے یہ بھی معیاری تمہیں

نام ہے صبح و مسا وردِ زباں سرکارؐ کا
مدحِ محبوبِ خدا ہے کام سرکاری تمہیں

رحمۃٌ للعالمینؐ کے نام لیواؤں میں ہو
ڈھونڈھتی پھرتی ہے ہر جا رحمتِ باری تمہیں

اس کے ہر دکھ، ہر الم، ہر درد کا درماں کرو
دیکھتی ہے ساری خلقت درد کی ماری تمہیں

اب نہ سرگرمِ عمل ہونے میں کچھ تاخیر ہو
ہو گیا ہے اب جو احساسِ زیاں کاری تمہیں

تم کو رہنا چاہیے اپنے تشخّص کا خیال
لوگ کرنا چاہتے ہیں عشق سے عاری تمہیں

سُنّیو! سرکارؐ کا ذکرِ حسیں کرتے رہو
قیمت اِس کے واسطے دینا ہے گو بھاری تمہیں

اولیاؒ و اصفیاؒ، اصحابؓ و اہلِ بیتؓ کے
عشق کی مے سے ہو صبح و شام سرشاری تمہیں

اعلیٰ حضرتؒ کے تتبّع میں ہو سرگرمِ عمل
دام میں لائے گی کیا غیروں کی مکّاری تمہیں

جو نبیؐ کی شان میں گستاخیاں کرتے رہے
کس طرح ان سے گوارا ہو سکے یاری تمہیں

ایسی عقل و فکر پر گریہ کریں، ماتم کریں
دام میں لانے کو پھرتی ہے جو بے چاری تمہیں

سنگ کی صورت میں، پائے گا "یقیناً" وہ جواب
اینٹ جس ناعاقبت اندیش نے ماری تمہیں

دل کے کانوں سے سنو، محمودؔ نے دی سُنّیو!
نظم یہ پیغام کی صورت میں کیا پیاری تمہیں

سُنّیو!

سُنّیو! خود آگہی کا تم میں جاگا ہے جنوں
اِس خوشی میں کیوں نہ تم سب کو مبارکباد دوں

زندگی کی کوششوں میں رہنمائی کی طلب
سرورِ کونینؐ سے تم بھی کرو، میں بھی کروں

اپنی دُہرانے چلے ہیں جب روایاتِ حسیں
اپنے دل میں جرأت و ہمت نہ اب پائیں گے کیوں

کی گئی جب کوشش آزادیٔ ہندوستاں
رہنما اس کا تھا فضلِ حقؒ کا سوزِ اندروں

اہلِ سُنّت بن گئے تحریکِ آزادی کی رُوح
توڑ دی محکومیٔ انساں کی زنجیرِ زبوں

اعلیٰ حضرتؒ نے دیا ملّی تشخّص کا خیال
ان کے پیروؤں میں سارے ہو گئے "صاحب جنوں"

جسم تحریکِ قیامِ ملک کا بے جان تھا
اس میں اجمیر و بنارس ہی نے دوڑایا تھا خوں

دیں نظام مصطفیٰؐ کے واسطے قربانیاں
تم نے ہمت سے گزشتہ سال با حالِ زبوں

اب تحفّظ ہے مقامِ مصطفیٰؐ کا سامنے
جو تمہیں ملتان لے آیا بصد ذوقِ فزوں

انشراحِ قلب کی کیفیتیں ظاہر ہوئیں
اجتماعِ اہلِ سُنّت ہے یہاں وجہِ سکوں

جان و مال و آبرو آقا ﷺ پہ کرتے ہو نثار
میں ستہِ دل سے تمہارے ذوق پر قربان ہُوں

رہنما محمودؔ ہیں نقشِ قدم اَسلاف کے
اُلفتِ سرکارؐ کے رستے پہ پاؤ گے سکُوں

سُنّی کانفرنس

ہے خدا کا ہم پہ اک احسان سُنّی کانفرنس
قوم کے ہر درد کا درمان سُنّی کانفرنس

جاگ اُٹھے ہیں سوادِ اعظم اپنی نیند سے
اِس حقیقت کا ہُوا عنوان "سُنّی کانفرنس"

یہ ہے اجمیر و بنارس کے اثر سے فیض یاب
ہو رہی ہے آج جو مُلتان سُنّی کانفرنس

ان کے چہرے دیکھیے' چہروں کی رنگت دیکھیے
چاہتے تھے جو' رہے بے جان سُنّی کانفرنس

آج سب اہلِ وطن ہیں کامران و شادماں
آج ہر سُنّی کا ہے ارمان سُنّی کانفرنس

اولیا و اصفیا کی تھی نظر اس پر' ہوئی
سُنّیوں کی شان کے شایان سُنّی کانفرنس

سُو میں اَسّی تھے مگر خوابِ گراں ہی میں رہے
اپنی بیداری کا ہے سامان سُنّی کانفرنس

ششدر و حیران ہو کر رہ گئے سارے عدو
جوش و جذبہ سے بھری ذی شان سُنّی کانفرنس

زندگی ثابت کرو محمودؔ اپنے عزم سے
جس کا اب ہر سال ہو عُنوان "سُنّی کانفرنس"

سُنّیوں کا اجتماع

قوم کے دُکھ کی دوا ہے سُنّیوں کا اجتماع
ربطِ ملت کا پتا ہے سُنّیوں کا اجتماع

سُنّیت کے نام پر ہیں جمع اربابِ نظر
باعثِ تسکیں ہوا ہے سُنّیوں کا اجتماع

چل پڑو تو بس یہی ہے اک صراطِ مستقیم
دوستو! منزل نما ہے سُنّیوں کا اجتماع

دل میں ہے عشقِ پیمبرؐ لب پہ ہے صلِّ علیٰ
محوِ مدحِ مصطفیٰؐ ہے سُنّیوں کا اجتماع

ہے لبوں پر سب کے نعرہ "یا رسولَ اللہ" کا
اپنے آقاؐ پر فدا ہے سُنّیوں کا اجتماع

مملکت میں اہلِ سُنّت آج چھ سو لاکھ ہیں
یاں بھی لاکھوں کا ہُوا ہے سُنّیوں کا اجتماع

واقعہ روشن رہے گا تا ابد تاریخ میں
دشمنوں کو حادثہ ہے سُنّیوں کا اجتماع

شخصیت ہیں مرکزی احمد سعید کاظمیؒ
جن کے دم سے ہو گیا ہے سُنّیوں کا اجتماع

حضرتِ حامد علی خاںؒ کے تدبُّر کے طفیل
آئنہ اخلاص کا ہے سُنّیوں کا اجتماع

سب مشائخ اور عالم ہم زباں ہیں، دیکھ لو
اور ان کا ہم نوا ہے سُنّیوں کا اجتماع

حفظِ ناموسِ پیمبرؐ پر کمر بستہ ہوئے
عشقِ احمدؐ کا صلہ ہے سُنّیوں کا اجتماع

قرآں کی چھاؤں میں

دن کٹ رہے ہیں شعلۂ رقصاں کی چھاؤں میں
اب تک رہا ہوں گنبدِ گرداں کی چھاؤں میں

مشکل ہے آہ! کوئی مجھے یہ بتا سکے
کب تک رہوں گا خوابِ پریشاں کی چھاؤں میں

دل کو مرے ہُوا نہ میسر سکوں کبھی
کانٹوں سے واسطہ ہے گلستاں کی چھاؤں میں

مجھ کو بھی مل گیا تھا سکون و قرارِ دل
سویا ہوں میں بھی چلمنِ مژگاں کی چھاؤں میں

یہ زیست میری فکر و عمل سے رہی ہے دور
سویا رہا ہوں چادرِ عصیاں کی چھاؤں میں

محروم ہیں وہ جن پہ حقیقت نہ کھل سکی
ہیں کورِ چشم ماہِ درخشاں کی چھاؤں میں

گُم کردہ راہ دشت و جبل میں ہو جس طرح
ہم یوں بھٹک رہے ہیں شبستاں کی چھاؤں میں

پہلو بدل بدل کے ستاتی ہے موت بھی
ہم مَر رہے ہیں چشمۂ حیواں کی چھاؤں میں

ہم جانتے ہیں دینِ محمدؐ کا مرتبہ
پھر بھی پڑے ہیں فتنۂ دوراں کی چھاؤں میں

عالی ہے وہ، امیر ہے وہ، سربلند ہے
جو مَر گیا ہے دولتِ ایماں کی چھاؤں میں

مل جائے گی ہمیں بھی کبھی منزلِ مراد
ہم جی رہے ہیں شوقِ فراواں کی چھاؤں میں

جمہور کی یہی ہے تمنّا کہ ملک میں
ہم زندگی گزاریں تو قرآں کی چھاؤں میں

پابندی

داد خواہی پہ، شکایات پہ پابندی ہے
دل ہے محبُوس، خیالات پہ پابندی ہے

ہم نظر بند ہیں، ہر بات پہ پابندی ہے
ان کی اوقات کہ اوقات پہ پابندی ہے

آج ہونٹوں پہ ہیں پہرے، تو ہے احساس پہ قید
میرے گیتوں، میرے نغمات پہ پابندی ہے

یا الٰہی! یہ شب و روز گزاروں کیوں کر
دن پہ پابندی ہے اور رات پہ پابندی ہے

آج لب سی لو، سماعت کو مقیّد کر لو
آج ہر لفظ پہ، ہر بات پہ پابندی ہے

میرا چُپ رہنا بھی اک جرم ہے ان کے نزدیک
چھوڑیے بات کہ اب بات پہ پابندی ہے

تم کو محمودؔ سخن گوئی کی جُرأت کیسے
ان کی محفل میں تو ہر بات پہ پابندی ہے

کب تک

جنوں کی راہ میں گُم گشتگی، نا آگہی کب تک
یہ نازِ عشق کیا، مہر و وفا کی خودسری کب تک
رہینِ جور و استبداد ہے جب زندگی پیہم
تو آجائے کہ ترساتی رہے گی موت بھی کب تک
رہے گی بے رُخی کب تک یگانوں کی نگاہوں میں
دلوں میں دوستوں کے، بُغض کی یہ تیرگی کب تک
خدا معلوم، کب انسانیت انسان میں آئے
رہے گا دشمنِ جاں آدمی کا آدمی کب تک
خدا جانے، ملے کب مہر و الفت اِس خرابے میں
فریبِ راہزن دیتی رہے گی رہبری کب تک
جو کام آئیں کسی کے، بس وہ لمحے عمر کا حاصل
جو عمرِ خضر بھی پالی تو پھر سوچو، وہی کب تک
کرو جب کام تو انجام بھی رکھو نگاہوں میں
چلے گی یہ تمھارے ساتھ تہذیبِ نوی کب تک
غمِ ملّت ہی سرمایہ ہے تیری زندگانی کا
غمِ جاناں کی اے دل، سوچ لے، ہمسائیگی کب تک
فراعینِ جہاں مرتے ہیں تو محمودؔ ذلّت سے
بھلا ان ظلم و جور کی یہ "داوری" کب تک

نظم

ظلم کے روز و شب پھر نہ آئیں گے اب، اُن سے کہہ دو، یہ حالات کی بات ہے
چھُٹ گیا جو کماں سے یہ وہ تیر ہے، منہ سے نکلی ہوئی بات کی بات ہے

اُن کی مرضی کہ اپنا قلم روک لو، کیسے کہیے کہ مبنی بر انصاف ہے
ان کی منشا کہ جینے نہ دیں گے تمھیں، کون سے اختیارات کی بات ہے

ان کے حُسنِ دل افروز کی خیر ہو، جو حقیقت میں تھا اک سرابِ حسیں
میری نادانیوں کا ہے یہ تذکرہ، ان سے پہلی ملاقات کی بات ہے

زندگی میں ملیں مجھ کو ناکامیاں، آپ بیتی مری ہے بہت مختصر
رہنماؤں کے الطاف کا ذکر ہے، رہزنوں کی عنایات کی بات ہے

میرے محبوب کا ہے تخصّص یہی، ہے وہ دراصل مجموعہ اضداد کا
اس کے چہرے پہ تابندگی صبح کی، قلب میں شامِ ظلمات کی بات ہے

وہ زمانہ بھی تھا، آپ کے حکم پر ہم کو ہر بار سر کو جھکانا پڑا
اتفاقات یہ بھی زمانے کے ہیں، آپ سے اختلافات کی بات ہے

میرے اشعار آوازِ جمہور ہیں، میری باتوں میں محمودؔ حق کی جھلک
میرے خامے کو تاروں سے کیا واسطہ، یہ تو مٹّی کے ذرات کی بات ہے

دل والو!

کسی کا جَور و ستم امتحاں ہے دل والو

کسی کو صبر کی تاب وتواں ہے دل والو

اُٹھایا میں نے ہی اس کو نحیف شانوں پر

یہ بارِ عشق کہ بارِ گراں ہے دل والو

خزاں چمن میں ہے، صرصر کی ہے عملداری

دہانِ یار مگر گل فشاں ہے دل والو

خموشیوں میں پسِ پردۂ بہارِ چمن

ستم شعاریٔ جَورِ خزاں ہے دل والو

ہم ایک عرصے سے گرمِ سفر رہے گرچہ

قدم جہاں سے اٹھا تھا، وہاں ہے دل والو

یہ زندگی ہے تو اس سے ہے موت ہی بہتر

کہ زیست پر بھی تو دل نوحہ خواں ہے دل والو

نہ تاب اس میں، نہ یارا ہے داد خواہی کا

ہمارا دل کہ دلِ ناتواں ہے دل والو

کلی کِھلی نہ یہاں، پھول مسکرا نہ سکا

بہار ہے کہ چمن میں خزاں ہے دل والو

جو دل میں آئے، وہی لب سے کہہ گزرتا ہوں

اک ایک لفظ مِرا ترجماں ہے دل والو

جوازِ حُسنِ تکلم میں کیا کہے محمودؔ

عبث یہاں پہ یہ گوہر فشاں ہے دل والو

جنونِ ذوقِ عمل

توڑ دو جادوئے دلبراں دوستو

کاٹ دو ظلم کی بیڑیاں دوستو

تم کو ذوقِ عمل کا جنوں چاہیے

تم ہو نامِ خدا نوجواں دوستو

پہلے گیتی کی افشاں کو روشن کرو

جاتے رہنا سرِ کہکشاں دوستو

ہر کلی سر بہ زانو، تو گُل سینہ چاک

یہ بہاراں ہے یا ہے خزاں؟ دوستو

بکھرا بکھرا ہے شیرازۂ زندگی

اَجڑا اُجڑا ہے صحنِ جہاں دوستو

کون سُنتا ہے درد و الم کا بیاں

کس کو دکھلاؤں زخمِ نہاں دوستو

ہم رہیں گے ستم دیدہ و نامراد

تم رہے جب تلک مہرباں دوستو

کون جانے، ہے وصفِ غمِ معتبر

فکرِ محمودؔ کی داستاں دوستو

دوستو

سارا ماحول ہے اجنبی دوستو
کیسے گزرے گی اب زندگی دوستو

ظلم، بیداد، فتنہ گری دوستو
دیکھ لی آپ کی دوستی دوستو

اُس طرف حُسن کی فتنہ سامانیاں
اِس طرف عشق کی خامشی دوستو

جس میں ہر شخص میرا شناسا رہا
آج وہ شہر ہے اجنبی دوستو

صبح شمع سے پروانے رخصت ہوئے
رہ گئی یہ نصیبوں جلی دوستو

بچھڑی یادوں کے دلکش سمن زار سے
ذہن و احساس میں ہے خوشی دوستو

کچھ گلہ رہنماؤں سے ہم کو نہیں
اپنی قسمت میں تھی گمرہی دوستو

جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں

کہتے رہے ہیں وہ کہ بہاروں کا ہے سماں
اُڑتی رہی ہیں جیب و گریباں کی دھجیاں

دیکھا تو اک جھلک نہ ملی انبساط کی
کانوں میں اتنا شور پڑا ہے کہ الاماں

حاجت صلے کی ہے، نہ ستائش کا ہے خیال
نَے شوق سُود کا، نہ ہمیں خطرۂ زیاں

"دابے رہے پروں میں نشیمن کو رات بھر"
یہ خوف تھا، یہ ڈر تھا کہ ٹوٹیں نہ بجلیاں

عشق و وفا کی راہ میں دشت و جبل پڑے
ہم پھر بھی ایک دُھن میں رہے ہیں رواں دواں

کرتے رہے ہیں جور و ستم، ظلم و جبر، لوگ
ہوتی رہی ہیں اہلِ محبت پہ سختیاں

باطل پرستیوں سے رہے ہیں کنارہ کش
ہم پاسبانِ حق ہیں تو حق اپنا پاسباں

کوشاں رہے ہیں دین کی ترویج کے لیے
گو ظاہراً گئی ہے یہ کوشش بھی رائیگاں

کھاتے رہے قلم کے تقدُّس کی ہم قسم
"لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں
ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے"

آدمی کا جُرم

ہم عشق بھی کریں، تو گناہِ عظیم ہے
ہو اُن کی وہ ادا، جو کریں دل لگی کا جرم

رازِ درونِ خانہ کو افشا نہ کیجیے
زنجیرِ پا بنا ہے یہاں آگہی کا جرم

مَیں رُوشناس رازِ حقیقت سہی، بجا
لیکن یہ کیا کہ مجھ پہ لگا شاعری کا جرم

اس کے سبب سے ختم ہوا ظلمتوں کا راج
کہتی ہے تیرگی، ہے یہی روشنی کا جرم

اپنا سماج اِس کو کرے گا معاف کیا
سب سے بڑا ہے یاں پہ فروماندگی کا جرم

اس بزم میں عمل کا گماں بھی ہے اک گُنہ
بخشا نہ جا سکا ہو جہاں بات ہی کا جرم

دونوں ہی سے تعلّقِ خاطر رہا مجھے
دیدہ وری کا جُرم ہو یا راستی کا جرم

ہم اس سے کام ہی نہ اگر لیں تو خوب ہو
اِحساس اس زمانے میں ہے آدمی کا جرم

راجا رشید محمود کی مطبوعات

اُردو مجموعہ ہائے نعت

○ ۱- وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (پہلا مجموعۂ نعت) ۱۹۷۷، ۱۹۸۱، ۱۹۹۳
○ ۲- حدیثِ شوق (دوسرا مجموعۂ نعت) ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶
○ ۳- منشُورِ نعت (اردو پنجابی فردیات) ۱۹۸۸
○ ۴- سیرتِ منظوم (بصورتِ قطعات) ۱۹۹۲
○ ۵- "۹۴" (نعتیہ قطعات) ۱۹۹۳

پنجابی مجموعہ ہائے نعت

○ ۶- نعتاں دی ڈالی (صدارتی ایوارڈ یافتہ) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷
○ ۷- حق دی تائید- ۱۹۵۶

تحقیقِ نعت

○ ۸- پاکستان میں نعت، ۱۹۹۳

انتخابِ نعت

○ ۹- مدحِ رسول ﷺ- ۱۹۷۳
○ ۱۰- نعتِ خاتم المرسلین ﷺ- ۱۹۸۲، ۱۹۸۸
○ ۱۱- نعتِ حافظ (حافظ پیلی بھیتی کی نعتوں کا انتخاب) ۱۹۸۶
○ ۱۲- قُلزُمِ رحمت (امیر مینائی کی نعتوں کا انتخاب) ۱۹۸۷
○ ۱۳- نعت کائنات (اصنافِ سخن کے اعتبار سے ضخیم انتخاب)
مبسوط تحقیقی مقدمے کے ساتھ- جنگ پبلشرز کے زیرِ اہتمام
۸۱۶ صفحات- بڑا سائز- چار رنگا طباعت- ۱۹۹۳

اسلامی موضوعات پر کتابیں

○ ۱۴- احادیث اور معاشرہ- ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸ (بھارت میں بھی چھپی)
○ ۱۵- ماں باپ کے حقوق- ۱۹۸۵، ۱۹۹۳
○ ۱۶- حمد و نعت (تدوین) ۱۲ مضامین، ۴۹ منظومات- ۱۹۸۸
○ ۱۷- میلادُ النبی ﷺ (تدوین) ۱۸ مضامین، ۸۰ میلادیہ نعتیں- ۱۹۸۸
○ ۱۸- مدینۃ النبی ﷺ (تدوین) ۱۸ مضامین، ۵۷ منظومات- ۱۹۸۸

تاریخ اور تاریخی شخصیات پر کتابیں

○ ۱۹۔ اقبالؒ و احمد رضاؒ۔ مدحت گرانِ پیغمبرؐ۔ ۱۹۷۷، ۱۹۷۹، ۱۹۸۲ (کلکتہ) ۱۹۸۷
○ ۲۰۔ اقبالؒ، قائدِ اعظمؒ اور پاکستان۔ ۱۹۸۳، ۱۹۸۷
○ ۲۱۔ قائدِ اعظمؒ ---- افکار و کردار۔ ۱۹۸۵
○ ۲۲۔ تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ (تاریخی و تحقیقی تجزیہ۔ ۳۶۴ صفحات) ۱۹۸۲، ۱۹۸۶، ۱۹۹۳

مزید کتابیں

○ ۲۳۔ میرے سرکار ﷺ۔ ۱۹۸۷
○ ۲۴۔ حضور ﷺ اور بچے۔ ۱۹۹۳
○ ۲۵۔ تسخیرِ عالمین اور رحمۃ للعالمین ﷺ۔ ۱۹۹۳
○ ۲۶۔ درود و سلام۔ ۱۹۹۳، ۱۹۹۴ (چار ایڈیشن چھپے)
○ ۲۷۔ قرطاسِ محبت (حُبِّ رسول ﷺ کے مظاہر) ۱۹۹۴
○ ۲۸۔ سفرِ سعادت، منزلِ محبت (سفرنامۂ حجاز) ۱۹۹۴
○ ۲۹۔ راج دُلارے (بچّوں کے لئے نظمیں) ۱۹۸۵، ۱۹۸۷، ۱۹۹۱
○ ۳۰۔ میلادِ مصطفٰی ﷺ۔ ۱۹۹۱
○ ۳۱۔ عظمتِ تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ۔ ۱۹۸۷، ۱۹۸۸
○ ۳۲۔ منظومات۔ ۱۹۹۵
○ ۳۳۔ دیارِ نُور۔ ۱۹۹۵
○ ۳۴۔ حضور ﷺ کی عاداتِ کریمہ۔ ۱۹۹۵

تراجم

○ ۳۵۔ الخصائص الکبرٰی۔ جلد اول و دوم (از علامہ سیوطیؒ) ۱۹۸۲
○ ۳۶۔ فتوح الغیب (از حضرت غوث اعظمؒ) ۱۹۸۳
○ ۳۷۔ تعبیر الرؤیا (منسوب بہ امام سیرینؒ) ۱۹۸۲
○ ۳۸۔ نظریۂ پاکستان اور نصابی کتب (تدوین و ترجمہ) ۱۹۷۱

ماہنامہ "نعت" لاہور

○ زیرِ ادارت: راجا رشید محمود

جنوری ۱۹۸۸ سے پوری باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

۱۱۲ صفحات۔ خوبصورت کتابت۔ معیاری کمپوزنگ۔ سفید کاغذ۔ چار رنگا سرورق

ہر شمارہ نعت یا سیرت کے کسی موضوع پر خاص نمبر

فی شمارہ ۱۵ روپے۔ زرِ سالانہ ایک سو ساٹھ روپے

دنیا میں نعت کے موضوع پر پہلا علمی و تحقیقی مجلہ
ماہنامہ نعت لاہور
جس کا ہر شمارہ خاص نمبر ہوتا ہے
ایڈیٹر: راجا رشید محمود
پانچ برسوں میں مندرجہ ذیل موضوعات پر خاص نمبر شائع ہو چکے ہیں
حمد باری تعالیٰ۔ نعت کیا ہے۔ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (دو شمارے)
اردو کے صاحب کتاب نعت گو (چار شمارے) غیر مسلموں کی نعت (چار شمارے) نعت خاتمی
رسول نمبروں کا تعارف (تین شمارے) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (چار شمارے) سیرت منظوم
معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (دو شمارے) کلام ضیاء القادری (دو شمارے) لاکھوں سلام (دو شمارے)
درود و سلام (آٹھ شمارے) وارثیوں کی نعت۔ حسن رضا بریلوی کی نعت۔
آزاد بیکانیری کی نعت (دو شمارے) اقبال کی نعت۔ شہیدان ناموس رسالت (پانچ شمارے)
غریب سہارنپوری کی نعت۔ فیضان رضا۔ نعت قدسی۔ تضمینات۔ آزاد نعتیہ نظم
سراپائے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (دو شمارے) عربی ادب میں ذکر میلاد۔ جشن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن
حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (تین شمارے) سفر سعادت منزل محبت (دو شمارے)
نعت کے سائے میں۔
○ ہر شمارہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پاک کے مختلف گوشوں اور آپ کی بعثت مبارکہ کے موضوع پر نظم و نثر کا نقد مجموعہ
جنوری ۱۹۸۸ء سے ہر ماہ پابندیٔ وقت کے ساتھ شائع ہوتا ہے
آفسٹ پیپر۔ چار رنگا دیدہ زیب سرورق۔ عمدہ طباعت
۱۱۲ صفحات۔ قیمت ۱۵ روپے۔ سالانہ ۱۶۰ روپے
اظہر محمود، منیجر ماہنامہ نعت "اظہر منزل" نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ
فون: ۷۴۲۶۳۶۸۴ ○ لاہور کوڈ نمبر ۵۴۵۰۰ (پنجاب)